جامعۃ المدینہ اور کنز المدارس بورڈ کے نصاب میں شامل
علم عقائد کی کتاب النور المبین کا عام فہم اور معیاری
اردو ترجمہ
النُّورُ المُبِین
فِي قواعدِ عقائدِ الدِّین
تالیف
الامام العلامہ محمد بن احمد بن محمد بن جزی الکلبی الغرناطی المالکی
(ت ۷۴۱ھ)
مترجم
حضرت علامہ ابو میلاد محمد خرم شہزاد عطاری مدنی
03152717547

جامعۃ المدینہ اور کنز المدارس بورڈ کے نصاب میں شامل
علم عقائد کی کتاب النور المبین کا عام فہم اور معیاری

اُردو ترجمہ

النُّورُ المُبِین
فِي قَوَاعِدِ عَقَائِدِ الدِّیْن

تالیف

الامام العلامہ محمد بن احمد بن محمد بن جزی الکلبی الغرناطی المالکی
(ت ۷۴۱ھ)

مترجم

حضرت علامہ ابو میلاد محمد خرم شہزاد عطاری مدنی مدظلہ
(تصنیف وتالیف، تحقیق وتخریج اور ترجمہ وتشریح کا دس سالہ تجربہ)

الغنی پبلشرز ہول سیل
www.fb.com/algharipublisher
0315-2717547,0305-2578627

فہرست

پہلا قاعدہ: الٰہیات کے بارے میں کلام

اس میں چار فصلیں ہیں:

پہلی فصل

یہ فصل اللہ تعالیٰ کے وجود کے اثبات میں ہے اور اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا پالنے والا اور تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہے۔

جان لو! اللہ سبحانہ کے وجود پر دلائل اس سے بہت زیادہ ہیں کہ ان کی تعداد شمار کی جا سکے یا ان کی انتہا کو پہنچا جا سکے کیونکہ ہر شے اس کے وجود پر دلیل اور اسی کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ ہم اس بارے میں کلام کو تین مسالک میں بیان کرتے ہیں:

پہلا مسلک

ان نشانیوں سے استدلال ہے جو اللہ تعالیٰ نے قسم قسم کی موجودات یعنی زمین، آسمان، حیوانات، نباتات، پہاڑوں، سمندروں، ہواؤں، بارشوں، سورج، چاند، رات، دن وغیرہ مخلوقات میں رکھی ہیں۔ یہ سب چیزیں دلیل ہیں کہ ان کو بنانے والی اور انہیں پیدا کرنے والی کوئی ذات موجود ہے جس نے انہیں بنایا ہے اور ایجاد کیا ہے۔ یہی معانی ہیں اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کے:

1. ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾﴾ [البقرة: 21-22] ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں

کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیز گاری ملے اور جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لیے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔

2. ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ وَٱلْفُلْكِ ٱلَّتِي تَجْرِي فِي ٱلْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ ٱلنَّاسَ وَمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مِن مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ ٱلْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِيفِ ٱلرِّيَٰحِ وَٱلسَّحَابِ ٱلْمُسَخَّرِ بَيْنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ١٦٤﴾ [البقرة: 164] ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے کے لئے چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جِلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقل مندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں۔

3. ﴿وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ إِذَآ أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ ٢٠ وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ٢١ وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦ خَلْقُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَٰنِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّلْعَٰلِمِينَ ٢٢ وَمِنْ

ءَايَـٰتِهِۦ مَنَامُكُم بِٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ وَٱبۡتِغَآؤُكُم مِّن فَضۡلِهِۦٓۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَـٰتٖ لِّقَوۡمٖ يَسۡمَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَمِنۡ ءَايَـٰتِهِۦ يُرِيكُمُ ٱلۡبَرۡقَ خَوۡفٗا وَطَمَعٗا وَيُنَزِّلُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ فَيُحۡيِۦ بِهِ ٱلۡأَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَآۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَـٰتٖ لِّقَوۡمٖ يَعۡقِلُونَ ﴿٢٤﴾ وَمِنۡ ءَايَـٰتِهِۦٓ أَن تَقُومَ ٱلسَّمَآءُ وَٱلۡأَرۡضُ بِأَمۡرِهِۦۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمۡ دَعۡوَةٗ مِّنَ ٱلۡأَرۡضِ إِذَآ أَنتُمۡ تَخۡرُجُونَ ﴿٢٥﴾﴾ [الروم: 20-25] ترجمہ: اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر جبھی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے اور اس کی نشانیں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے اور اس کی نشانیاں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہارے زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف بے شک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے اور اس کی نشانیوں میں سے ہے رات اور دن میں تمہارا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لیے۔ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈراتی اور امید دلاتی اور آسمان سے پانی اتارتا ہے تو اس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا جبھی تم نکل پڑو گے۔

4. ﴿أَلَمْ نَجْعَلِ ٱلْأَرْضَ مِهَٰدًا ۝٦ وَٱلْجِبَالَ أَوْتَادًا ۝٧ وَخَلَقْنَٰكُمْ أَزْوَٰجًا ۝٨ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝٩ وَجَعَلْنَا ٱلَّيْلَ لِبَاسًا ۝١٠ وَجَعَلْنَا ٱلنَّهَارَ مَعَاشًا ۝١١ وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝١٢ وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا ۝١٣ وَأَنزَلْنَا مِنَ ٱلْمُعْصِرَٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝١٤ لِّنُخْرِجَ بِهِۦ حَبًّا وَنَبَاتًا ۝١٥ وَجَنَّٰتٍ أَلْفَافًا ۝١٦﴾ [النبا: 6-16] ترجمہ: کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں اور تمہیں جوڑے بنایا اور تمہاری نیند کو آرام کیا اور رات کو پردہ پوش کیا اور دن کو روزگار کے لئے بنایا اور تمہارے اوپر سات مضبوط چنائیاں تعمیر کیں اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا اور بھری بدلیوں سے زور کا پانی اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے باغ۔

قرآنِ مجید میں جہاں کہیں بھی موجودات پر تنبیہ آئی ہے وہ اسی معنی کا فائدہ دیتی ہے اور یہ تنبیہات قرآن پاک میں بہت کثرت سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے، تم اپنے بدن میں غور کرو جو سب چیزوں سے زیادہ تمہارے قریب ہے، اس میں آپ کو ایسی حیرت انگیز کاریگری اور ایسا شاندار نظم و نسق نظر آئے گا جس میں قطعی دلیل پائی جاتی ہے (کہ اس کو پیدا کرنے والی اور ان میں نظم و نسق قائم کرنے والی کوئی ذات ضرور ہے)۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر انسان کی تخلیق پر تنبیہ کی ہے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ مِن سُلَٰلَةٍ مِّن طِينٍ ۝١٢ ثُمَّ جَعَلْنَٰهُ نُطْفَةً فِى قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝١٣ ثُمَّ خَلَقْنَا ٱلنُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا ٱلْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا ٱلْمُضْغَةَ عِظَٰمًا فَكَسَوْنَا ٱلْعِظَٰمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَٰهُ

خَلْقًا ءَاخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحْسَنُ ٱلْخَٰلِقِينَ ﴿١٤﴾ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ﴿١٥﴾ ﴾ [المؤمنون: 12-15] ترجمہ: اور بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو۔

اور فرمایا: ﴿وَفِيٓ أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾ ﴾ [الذاریات: 21] ترجمہ: اور خود تم میں تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں۔

ایک حقیر پانی سے انسان کی تخلیق کی ترتیب، اس کی ہڈیوں اور رگوں کی مختلف اقسام کی تشکیل، ہر ایک کا اپنا منفرد فائدہ، غذا کا ہر عضو تک اس کی مطلوبہ مقدار کے مطابق پہنچنا، اس میں پیدا کی ہوئی مختلف طرح قوتیں، خاص طور پر اس کو عقل سے نوازنا جس کی وجہ سے یہ جانوروں سے ممتاز ہو جاتا ہے، یہ ساری چیزیں کس قدر حیرت انگیز ہیں۔ اسی طرح کیسے یہ آنکھوں سے دیکھتا ہے، کانوں سے سنتا ہے، زبان سے بولتا ہے، ہاتھوں سے پکڑتا ہے، اس طرح کی اور بہت ساری حیرت انگیز باتیں ہیں جو ختم نہیں ہو سکتیں اگرچہ ان میں غور و فکر کرتے زندگیاں ختم ہو جائیں چنانچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک مدبر اور خالق ضرور ہے جس نے اس کی تدبیر کی اور اس کو حکمت سے بنایا۔

پھر دیکھو! آپ دنیا میں انسان سے کہیں بڑی مخلوقات مثلاً آسمان اور زمین وغیرہ دیکھیں گے اور ان چیزوں میں وہ شاندار ہیئت اور ایسی حیرت انگیز حکمتیں ہیں کہ تصور میں بھی ان کو مکمل طور پر نہیں جانا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اسی معنیٰ پر تنبیہ

فرمائی ہے:

1. ﴿ءَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ ٱلسَّمَآءُ ۚ بَنَىٰهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّىٰهَا ﴿٢٨﴾ وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَىٰهَا ﴿٢٩﴾ وَٱلْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَىٰهَآ ﴿٣٠﴾ أَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعَىٰهَا ﴿٣١﴾ وَٱلْجِبَالَ أَرْسَىٰهَا ﴿٣٢﴾ مَتَٰعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَٰمِكُمْ ﴿٣٣﴾﴾ [النازعات: 27-33] ترجمہ: کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا مشکل یا آسمان کا اللہ نے اسے بنایا۔ اس کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا۔ اس کی رات اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکائی۔ اور اس کے بعد زمین پھیلائی۔ اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا۔ اور پہاڑوں کو جمایا۔ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدہ کو۔

2. ﴿لَخَلْقُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ ٱلنَّاسِ﴾ [غافر: 57]
ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی۔

پھر دیکھو! ہر چیز چھوٹی ہو یا بڑی، جاندار ہو یا بے جان، اس میں تم پر حکمت و تدبیر کے خوشگوار نکات عیاں ہوں گے۔ ہر چیز جسے تم دیکھتے یا سنتے ہو وہ بذات خود اپنے خالق کے وجود پر قطعی دلیل ہے۔ وجود الٰہی کے روشن دلائل کتنے بڑے اور کتنے زیادہ ہیں!!

یہاں تین سوالات کئے جاسکتے ہیں:

پہلا سوال: اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ جو چیزیں موجود ہیں پہلے نہیں تھے بلکہ بعد میں پیدا ہوئی ہیں؟

جواب: اس کا ثبوت دو طریقوں سے ہوتا ہے:

(ا): ان چیزوں کی صفات حرکت و سکون اور ان پر طاری ہونے والے دیگر امور کے

ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہے، یہ بات ان کے قدیم ہونے کی صفت کی نفی کرتی اور ان کا عدم کے بعد وجود میں آنا طے کرتی ہیں۔

حضرت ابراہیم عَلَيۡهِ ٱلسَّلَامُ نے بھی اسی بات کو دلیل بنایا تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ذکر کیا ہے: ﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيۡهِ ٱلَّيۡلُ رَءَا كَوۡكَبٗاۖ قَالَ هَٰذَا رَبِّيۖ فَلَمَّآ أَفَلَ قَالَ لَآ أُحِبُّ ٱلۡأٓفِلِينَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَءَا ٱلۡقَمَرَ بَازِغٗا قَالَ هَٰذَا رَبِّيۖ فَلَمَّآ أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمۡ يَهۡدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡقَوۡمِ ٱلضَّآلِّينَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَءَا ٱلشَّمۡسَ بَازِغَةٗ قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَآ أَكۡبَرُۖ فَلَمَّآ أَفَلَتۡ قَالَ يَٰقَوۡمِ إِنِّي بَرِيٓءٞ مِّمَّا تُشۡرِكُونَ ﴿٧٨﴾ إِنِّي وَجَّهۡتُ وَجۡهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ﴾ [الأنعام: 76-79] ترجمہ: پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے۔ پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انھیں گمراہوں میں ہوتا۔ پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا بولے اسے میرا رب کہتے ہو یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔ میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان وزمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں۔

کیونکہ جب انہوں نے ستارے، چاند اور سورج کو دیکھا کہ وہ چھپ گئے ہیں اور ان کی پہلی حالت تبدیل ہو گئی ہے تو اس سے انہوں نے جان لیا کہ یہ حادث ہیں اور اسی بات کو ان کے حادث ہونے کی دلیل بنایا۔

یہ واقعہ ان کے بچپن شریف میں بالغ اور مکلف ہونے سے پہلے پیش آیا جبکہ ایک

قول یہ ہے کہ آپ نے یہ بات اپنی قوم کو سمجھانے اور ان کے عقیدے کا رد کرنے کے لئے کہی۔

(۲): ہر شخص اپنے آپ کو جانتا ہے کہ وہ خود بھی عدم کے بعد وجود میں آیا ہے اور اس بات کا دوسروں میں بھی مشاہدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى ٱلْإِنسَٰنِ حِينٌ مِّنَ ٱلدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْـًٔا مَّذْكُورًا ۝١﴾[الإنسان: 1] ترجمہ: بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا۔

اور فرماتا ہے:﴿وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِن قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝٩﴾[مریم: 9] ترجمہ: اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے اس وقت بنایا جب تو کچھ بھی نہ تھا۔

اسی طرح نباتات میں بھی مشاہدہ ہوتا ہے کہ وہ عدم کے بعد وجود میں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿وَتَرَى ٱلْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَآ أَنزَلْنَا عَلَيْهَا ٱلْمَآءَ ٱهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنۢبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيجٍ ۝٥﴾[الحج: 5] ترجمہ: اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تو وہ تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا اُگا لائی۔

دوسرا سوال: اس بات کی کیا دلیل ہے کہ یہ بنی ہوئی چیزیں کسی بنانے والے کی محتاج ہیں اور کسی کے بنائے بغیر خود نہیں بنی ہیں؟

جواب: اس کا جواب تین طریقوں سے ہے:

(۱): کسی چیز کا خود بخود بننا محال ہے کیونکہ بنانے والے کا بنی ہوئی چیز سے پہلے ہونا ضروری ہوتا ہے اور کوئی چیز اپنے آپ سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں اسی بات پر تنبیہ کی ہے:﴿أَمْ خُلِقُوا۟ مِنْ غَيْرِ شَىْءٍ أَمْ هُمُ ٱلْخَٰلِقُونَ ۝٣٥﴾[الطور: 35] ترجمہ: کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہی۔

اس بات کو اپنے بدن کے ذریعے سمجھو، وجود میں آنے سے پہلے تم اپنے بدن کو جانتے بھی نہ تھے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ تم نے خود اس کو بنایا ہو! اسی معنی میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَآ أَشْهَدتُّهُمْ خَلْقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنفُسِهِمْ وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ ٱلْمُضِلِّينَ عَضُدًا ﴿٥١﴾﴾ [الکھف: 51] ترجمہ: نہ میں نے آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت انھیں سامنے بٹھالیا تھا نہ خود ان کے بناتے وقت اور نہ میری شان کہ گمراہ کرنے والوں کو بازو بناؤں۔

(۲): بنی ہوئی چیزوں کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم وہ ہے کہ انسان اس کو بنانے پر قادر ہے جیسے کتاب اور عمارت وغیرہ۔ دوسری قسم وہ ہے کہ انسان اس کو بنانے کی قدرت نہیں رکھتا ہے جیسے پانی سے انسان بنانا اور لکڑی سے پھل نکالنا وغیرہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلی قسم کسی بنانے والے کی محتاج ہوتی ہے کیونکہ جب آپ کتاب دیکھتے ہیں تو جان لیتے ہیں کہ اس کو لکھنے والا کوئی ہے اور جب کوئی تعمیر شدہ عمارت دیکھتے ہیں تو جان لیتے ہیں کہ اس کی دیواریں اور چھت خود بخود نہیں بنیں۔

اسی طرح دوسری قسم بھی اپنے بنانے والے پر دلالت کرتی ہے اور یہ ضروری ہے بلکہ اس کی دلالت زیادہ مضبوط ہے کیونکہ اس کو بنانا زیادہ حیرت انگیز ہے اور اس میں حکمت و دانائی کی نشانیاں زیادہ ظاہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ ٱلرَّحْمَٰنِ مِن تَفَٰوُتٍ ۖ فَٱرْجِعِ ٱلْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ﴿٣﴾ ثُمَّ ٱرْجِعِ ٱلْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ ٱلْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ﴿٤﴾﴾ [الملك: 3-4] ترجمہ: تو رحمٰن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے تو نگاہ اٹھا کر دیکھ تجھے کوئی خرابی وعیب نظر آتا ہے پھر دوبارہ نگاہ اٹھا نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی۔

اور فرماتا ہے:﴿أَفَلَمْ يَنظُرُوٓاْ إِلَى ٱلسَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَٰهَا وَزَيَّنَّٰهَا وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ ﴿٦﴾﴾[ق: 6]ترجمہ:توکیاانھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا ہم نے اسے کیسا بنایا اور سنوارا اور اس میں کہیں رخنہ نہیں۔

(۳): عقلی طور پر جس طرح کائنات کا موجود ہونا ممکن ہے اسی طرح معدوم یعنی موجود نہ ہونا بھی ممکن ہے لیکن اس کا موجود ہونا ایسی ذات کا وجود ضروری ہونے پر دلالت کرتا ہے جس نے کائنات کے وجود کو اس کے عدم پر ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ﴾[القصص: 68]ترجمہ:اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے۔

تیسرا سوال: اس بات کی کیا دلیل ہے کہ تمام موجودات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے؟

جواب: جو اس کی مخلوقات ہیں ان کو پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قادر نہیں۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ہر موجود چیز لازمی طور پر یا تو انسان کی طرح جاندار اور عاقل ہو گی یا چوپایوں کی طرف جاندار لیکن غیر عاقل ہو گی یا آسمان، زمین، ستارے، سورج، چاند، افلاک اور طبائع وغیرہ کی طرح جمادات غیر جاندار ہو گی۔

بلاشبہ کوئی جاندار عاقل پانی سے انسان بنانے، لکڑی سے پھل نکالنے یا اس کے علاوہ تخلیق کی کسی اور قسم پر قادر نہیں ہے، جب کوئی جاندار عاقل اس بات پر قادر نہیں ہے تو غیر عاقل جاندار زیادہ سزاوار ہیں کہ وہ اس پر قادر نہ ہوں اور جب کوئی جاندار اس بات پر قادر نہیں ہے تو غیر جاندار زیادہ سزاوار ہیں کہ اس پر قادر نہ ہو۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ مخلوقات کو پیدا کرنے والی ذات خود مخلوق نہیں ہے بلکہ اس کی شان ان سے بہت بلند ہے اور وہ ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ اگر سب سے چھوٹی مخلوقات میں سے کسی چیز مثلاً چیونٹی کو پیدا کرنے کے لئے تمام مخلوقات جمع ہو جائیں تو وہ اس پر قدرت نہیں رکھتیں، جب وہ چھوٹی سی مخلوق کو پیدا کرنے سے عاجز ہیں تو ان کا بڑی مخلوق کو پیدا کرنے سے عاجز ہونا زیادہ قریب ہے۔

اسی معنی میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخۡلُقُواْ ذُبَابٗا وَلَوِ ٱجۡتَمَعُواْ لَهُۥۖ وَإِن يَسۡلُبۡهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيۡـٔٗا لَّا يَسۡتَنقِذُوهُ مِنۡهُۚ ضَعُفَ ٱلطَّالِبُ وَٱلۡمَطۡلُوبُ ﴿٧٣﴾﴾ [الحج: 73] ترجمہ: وہ جنھیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چھڑا نہ سکیں کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا۔

اللہ تعالیٰ نے تخلیق کرنے میں اپنی انفرادیت پر ان آیات اور ان کے علاوہ دوسری آیات میں تنبیہ فرمائی ہے:

1. ﴿أَفَرَءَيۡتُم مَّا تُمۡنُونَ ﴿٥٨﴾ ءَأَنتُمۡ تَخۡلُقُونَهُۥٓ أَمۡ نَحۡنُ ٱلۡخَٰلِقُونَ ﴿٥٩﴾ نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَيۡنَكُمُ ٱلۡمَوۡتَ وَمَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلَىٰٓ أَن نُّبَدِّلَ أَمۡثَٰلَكُمۡ وَنُنشِئَكُمۡ فِي مَا لَا تَعۡلَمُونَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ ٱلنَّشۡأَةَ ٱلۡأُولَىٰ فَلَوۡلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَفَرَءَيۡتُم مَّا تَحۡرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَأَنتُمۡ تَزۡرَعُونَهُۥٓ أَمۡ نَحۡنُ ٱلزَّٰرِعُونَ ﴿٦٤﴾ لَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنَٰهُ حُطَٰمٗا فَظَلۡتُمۡ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغۡرَمُونَ ﴿٦٦﴾ بَلۡ نَحۡنُ مَحۡرُومُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَرَءَيۡتُمُ ٱلۡمَآءَ ٱلَّذِي تَشۡرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمۡ أَنزَلۡتُمُوهُ مِنَ ٱلۡمُزۡنِ أَمۡ نَحۡنُ ٱلۡمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوۡ نَشَآءُ جَعَلۡنَٰهُ أُجَاجٗا فَلَوۡلَا تَشۡكُرُونَ ﴿٧٠﴾ أَفَرَءَيۡتُمُ ٱلنَّارَ ٱلَّتِي تُورُونَ ﴿٧١﴾ ءَأَنتُمۡ أَنشَأۡتُمۡ شَجَرَتَهَآ أَمۡ

نَحۡنُ ٱلۡمُنشِـُٔونَ ﴿٧٢﴾ نَحۡنُ جَعَلۡنَٰهَا تَذۡكِرَةٗ وَمَتَٰعٗا لِّلۡمُقۡوِينَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحۡ بِٱسۡمِ رَبِّكَ ٱلۡعَظِيمِ ﴿٧٤﴾﴾ [الواقعة: 58-74] ترجمہ: تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو۔ کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا اور ہم اس سے ہارے نہیں۔ کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جس کی تمہیں خبر نہیں۔ اور بے شک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان پھر کیوں نہیں سوچتے۔ تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو۔ کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم چاہیں اسے پامال کر دیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔ کہ ہم پر تاوان پڑی۔ بلکہ ہم بے نصیب رہے۔ تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے۔ ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔ تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔ کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے۔ ہم نے اسے جہنم کی یادگار بنایا اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ۔ تو اے محبوب تم پاکی بولو اپنے عظمت والے رب کے نام کی۔

2. ﴿ءَآللَّهُ خَيۡرٌ أَمَّا يُشۡرِكُونَ ﴿٥٩﴾ أَمَّنۡ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ فَأَنۢبَتۡنَا بِهِۦ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهۡجَةٖ مَّا كَانَ لَكُمۡ أَن تُنۢبِتُواْ شَجَرَهَآۗ أَءِلَٰهٞ مَّعَ ٱللَّهِۚ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٞ يَعۡدِلُونَ ﴿٦٠﴾ أَمَّن جَعَلَ ٱلۡأَرۡضَ قَرَارٗا وَجَعَلَ خِلَٰلَهَآ أَنۡهَٰرٗا وَجَعَلَ لَهَا رَوَٰسِيَ وَجَعَلَ بَيۡنَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ حَاجِزًاۗ أَءِلَٰهٞ مَّعَ ٱللَّهِۚ بَلۡ أَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُونَ ﴿٦١﴾ أَمَّن يُجِيبُ ٱلۡمُضۡطَرَّ إِذَا دَعَاهُ

وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ وَمَن يُرْسِلُ ٱلرِّيَٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهِۦٓ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ تَعَٰلَى ٱللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾ ﴾ ﴿أَمَّن يَبْدَؤُا۟ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ وَمَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ قُلْ هَاتُوا۟ بُرْهَٰنَكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٦٤﴾ ﴾[النمل: 59-64] ترجمہ: کیا اللہ بہتر یا ان کے من گھڑت شریک۔ یا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمہارے لیئے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے باغ اُگائے رونق والے تمہاری طاقت نہ تھی کہ ان کے پیڑ اُگاتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں۔ یا وہ جس نے زمین بسنے کو بنائی اور اس کے بیچ میں نہریں نکالیں اور اس کے لیے لنگر بنائے اور دونوں سمندروں میں آڑ رکھی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ ان میں اکثر جاہل ہیں۔ یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی اور تمہیں زمین کے وارث کرتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بہت ہی کم دھیان کرتے ہو۔ یا وہ جو تمہیں راہ دکھاتا ہے خشکی اور تری کی اندھیریوں میں اور وہ کہ ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت کے آگے خوشخبری سناتی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے برتر ہے اللہ ان کے شرک سے۔ یا وہ جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور وہ جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے تم فرماؤ کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

3. ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَسَخَّرَ ٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝﴾ [العنکبوت: 61] ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

اور اس کے علاوہ دیگر آیات میں بھی اس بات پر تنبیہ ہے۔

دوسرا مسلک — انبیائے کرام کے واقعات سے استدلال

جان لو کہ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام نے مخلوق کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی اور ان کے مبارک ہاتھوں پر ایسے معجزات ظاہر ہوئے کہ آدمی ان کی مثل لانے پر قادر نہیں جیسے پتھر کی چٹان سے اونٹنی کو نکالنا، عصا کو سانپ میں بدلنا، مردوں کو زندہ کرنا، چاند کو چیرنا، انگلیوں کے درمیان سے پانی جاری کرنا اور دوسرے معجزے جو ان کے سچے ہونے پر دلالت کرتے ہیں لہٰذا جس معبود کی طرف وہ بلاتے تھے اس پر ایمان لانا اور تمام باتوں میں ان کی تصدیق کرنا کرنا لازم ہے۔

پھر بعض لوگوں نے ان کی تصدیق کی اور بعض نے ان کو جھٹلایا، جنہوں نے جھٹلایا وہ ہلاکت کے ایسے ایسے طریقوں سے ہلاک ہوئے جن پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ ٱلصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ ٱلْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ﴾ [العنکبوت: 40] ترجمہ: تو ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو چنگھاڑ نے آ لیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور ان میں کسی کو ڈبو دیا۔

جبکہ انبیائے کرام اور جن لوگوں نے ان کی تصدیق کی انہوں نے پائی جیسا کہ اللہ

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْۚ كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيۡنَا نُنجِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ﴿١٠٣﴾﴾ [یونس: 103]

یہ ان کی باتوں کی صداقت اور جس معبود کی طرف وہ بلاتے تھے اس کی ربوبیت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں اس بات پر تنبیہ کی ہے: ﴿كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوحٖ وَعَادٞ وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوۡمُ إِبۡرَٰهِيمَ وَقَوۡمُ لُوطٖ ﴿٤٣﴾ وَأَصۡحَٰبُ مَدۡيَنَۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰۖ فَأَمۡلَيۡتُ لِلۡكَٰفِرِينَ ثُمَّ أَخَذۡتُهُمۡۖ فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾﴾ [الحج: 42-44]

اس کے علاوہ سابقہ امتوں کے واقعات میں بھی اس بات پر تنبیہ فرمائی ہے۔

قرآنِ پاک میں انبیائے کرام عَلَيۡهِمُ السَّلَام کی جو خبریں آئی ہیں وہ بھی اس معنی کا فائدہ دیتی ہیں اور یہ قرآن پاک میں بہت زیادہ ہیں۔

اس مسلک کے صحیح ہونے پر جو چیزیں دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک حضرت موسیٰ عَلَيۡهِ السَّلَام کا معجزہ دیکھ کر فرعون کے جادوگروں کا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔

سوال: حضرات انبیاء عَلَيۡهِمُ السَّلَام کی خبریں بھی تو شارع کے بتانے سے معلوم ہوئی ہے تو جو شریعت کا ماننا ہی نہیں ہے اس پر ان خبروں کے ذریعے حجت کس طرح قائم کی جاسکتی ہے؟

جواب: اس کے جواب کی دو صورتیں ہیں:

(۱): حضرات انبیاء عَلَيۡهِمُ السَّلَام کے معجزات اور ان کو جھٹلانے والوں کی تباہی و بربادی شریعت مقدسہ اور اس کے علاوہ دوسرے ذرائع سے بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ ان عظیم الشان امور میں سے جو چھپے نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر قرآنِ مجید کے ساتھ ساتھ دوسری کتابوں میں بھی کیا ہے جو اس نے نازل کی ہیں نیز اہلِ کتاب، حکماء،

مؤرخین، شاعروں اور دوسرے لوگوں نے ان کو مسلسل نقل کیا ہے اور ان کے آثار بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ سِيرُواْ فِي ٱلْأَرْضِ ثُمَّ ٱنظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُكَذِّبِينَ ﴿١١﴾﴾ [الأنعام: 11] ترجمہ: تم فرمادو: زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

اور فرمایا: ﴿وَعَادًا وَثَمُودَاْ وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَٰكِنِهِمْ﴾ [العنکبوت: 38] ترجمہ: اور عاد اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمہیں ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں۔

مزید فرمایا: ﴿وَلَقَدْ أَتَوْاْ عَلَى ٱلْقَرْيَةِ ٱلَّتِيٓ أُمْطِرَتْ مَطَرَ ٱلسَّوْءِ أَفَلَمْ يَكُونُواْ يَرَوْنَهَا﴾ [الفرقان: 40] ترجمہ: اور ضرور یہ ہو آئے ہیں اس بستی پر جس پر برا برساؤ برسا تھا تو کیا یہ اُسے دیکھتے نہ تھے۔

چنانچہ شریعت کا انکار کرنے والے اور ماننے والے دونوں پر حجت قائم ہو گئی۔

(۲): شارع عَلَيْهِ السَّلَام نے جو خبریں دی ہیں اس میں ان کے سچے ہونے پر عنقریب ہم قطعی دلیل قائم کریں گے چنانچہ حضرات انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَام کی خبروں کی تصدیق کرنا لازم ہو گا اور اس طرح ان کی خبروں سے ہمارا استدلال درست ہو گا۔

تیسرا مسلک

فطرتِ سلیمہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی گواہی دیتی ہے اور ذہنی تصور بھی بدیہی طور پر اس پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ ہر انسان اپنے اندر بندگی کی ضرورت پاتا ہے اور یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ رب کی بالادستی میں ہے جس سے وہ یقینی طور پر جان لیتا ہے کہ اس عظیم بادشاہت کے لئے ایک عظیم بادشاہ کا ہونا ضروری ہے اور اس مضبوط و محکم نظم و نسق کے لئے ایک حکیم مدبر کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ

حَنِيفًاۚ فِطۡرَتَ ٱللَّهِ ٱلَّتِي فَطَرَ ٱلنَّاسَ عَلَيۡهَاۚ ﴾[الروم: 30] ترجمہ: تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لیے ایک اکیلے اسی کے ہو کر، اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔

اور رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

اور اسی معنی کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے: ﴿وَإِذۡ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِيٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَأَشۡهَدَهُمۡ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ أَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡۖ قَالُواْ بَلَىٰ شَهِدۡنَآۚ أَن تَقُولُواْ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنۡ هَٰذَا غَٰفِلِينَ ١٧٢﴾ [الأعراف: 172] ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انھیں خود ان پر گواہ کیا: کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے، کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی۔

اور یہی معرفتِ الٰہی جو لوگوں کی خلقت میں شامل ہے اس کی وجہ سے رسولوں نے اپنی قوموں سے فرمایا: ﴿أَفِي ٱللَّهِ شَكّٞ فَاطِرِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۖ ﴾ [إبراهيم: 10] ترجمہ: کیا اللہ میں شک ہے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا۔

اور اگر کوئی خوش حالی کی حالت میں اس سے غافل ہوتا ہے تو پریشانی کی حالت میں ضرور اس کی طرف رجوع کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے: ﴿وَإِذَا مَسَّ ٱلنَّاسَ ضُرّٞ دَعَوۡاْ رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيۡهِ ﴾ [الروم: 33] ترجمہ: اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے۔

اور فرماتا ہے: ﴿قُلۡ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَٰتِ ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِ تَدۡعُونَهُۥ تَضَرُّعٗا وَخُفۡيَةٗ ﴾ [الانعام: 63] ترجمہ: تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی آفتوں سے جسے پکارتے ہو گڑگڑا کر اور آہستہ۔

دوسری فصل

یہ فصل توحید کے بیان میں ہے، اور جو ہم "لَا اِلٰهَ اِلَّا الله" پڑھتے ہیں، اس کا بھی یہی مطلب ہے۔

جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے، وہ اکیلا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ کوئی اس کی مثل ہے، نہ اس کی اولاد ہے، نہ اس کا کوئی باپ ہے اور نہ اس کی کوئی بیوی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ۝٤﴾ [الإخلاص: 1-4] ترجمہ: تم فرماؤ! وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت کئی طریقوں سے ہوتا ہے جن کی طرف قرآن مجید نے رہنمائی کی ہے پس توحید کے اثبات میں اللہ تعالیٰ کے بیان کے بعد کوئی بیان نہیں:

(ا): ہر شے جو تخلیق کی گئی ہے اس کو صرف ایک خالق نے تخلیق کیا ہے کیونکہ ایک ہی فعل کے دو فاعل نہیں ہو سکتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ خالق صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی معنی میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْـًٔا وَهُمْ يُخْلَقُونَ﴾ [الفرقان: 3] ترجمہ: اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لیے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں۔

اور فرمایا: ﴿قُلْ أَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَرُونِى مَاذَا خَلَقُوا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ﴾ [فاطر: 40] ترجمہ: تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اپنے وہ شریک جنھیں اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انھوں نے زمین میں

سے کونسا حصہ بنایا یا آسمانوں میں کچھ ان کا ساجھا ہے۔

اور فرمایا:﴿هَٰذَا خَلْقُ ٱللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ ٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦ﴾ [لقمان: 11] ترجمہ: یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے مجھے وہ دکھاؤ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا۔

(۲): تمام شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ سب مُحْدَث اور مخلوق ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور کوئی مخلوق اپنے خالق کی شریک نہیں ہو سکتی، نہ اس کی نظیر ہو سکتی ہے اور نہ اس کے مشابہ ہو سکتی ہے کیونکہ وہ اس کا بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب چاہا اسے پیدا کیا اور جب چاہے فنا کر دے۔ اسی معنی میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ﴾ [الأعراف: 194] ترجمہ: بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں۔

اور فرمایا:﴿قُلْ أَغَيْرَ ٱللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ﴾ [الأنعام: 164] ترجمہ: تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا اور رب چاہوں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے۔

(۳): اگر ہم دو خدا فرض کریں تو ان میں سے ایک کسی شخص کی موت کا ارادہ کرے اور دوسرا اس کی زندگی کا یا ایک کسی جسم کو حرکت دینے کا ارادہ کرے اور دوسرا اس کو ساکن رکھنے کا تو یہ تین صورتوں سے خالی نہ ہو گا:

* دونوں میں سے ہر ایک کا ارادہ نافذ ہو گا اور یہ صورت محال ہے کیونکہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی زندہ بھی اور مردہ بھی، اسی طرح حرکت اور سکون بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

* دونوں میں سے کسی کا بھی ارادہ نافذ نہ ہو، یہ صورت دونوں کے عاجز اور بے بس

ہونے کی طرف لے جائے گی اور یہ بھی محال ہے کیونکہ کوئی بھی شخص یا تو زندہ ہو گا یا مردہ اور کوئی بھی جسم یا تو متحرک ہو گا یا ساکن۔

* دونوں میں سے ایک کا ارادہ نافذ ہو دوسرے کا نہ ہو، تو جس کا ارادہ نافذ ہو گا وہی معبود ہے اور جس کا ارادہ نافذ نہیں ہو گا وہ معبود نہیں کیونکہ وہ مغلوب و مقہور ہے۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ معبود صرف ایک ہے۔ ان آیات کا بھی یہی معنیٰ ہے:

1. ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ ءَالِهَةٌ إِلَّا ٱللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ [الأنبياء: 22] ترجمہ: اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے۔

2. ﴿قُل لَّوْ كَانَ مَعَهُۥٓ ءَالِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّٱبْتَغَوْاْ إِلَىٰ ذِى ٱلْعَرْشِ سَبِيلًا ۝٤٢﴾ [الإسراء: 42] ترجمہ: تم فرماؤ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا یہ بکتے ہیں جب تو وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے۔

(۴): اگر ہم دو معبود، دو خالق فرض کریں تو ان میں سے ہر ایک اپنی مخلوقات کے ساتھ دوسرے سے الگ ہو گا اور دونوں میں سے ہر ایک کی مخلوقات دوسرے کی مخلوقات سے ممتاز ہوں گی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مخلوقات ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور یہ ایک مضبوط و مستحکم ترتیب اور نظم و نسق کے مطابق ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا خالق و مالک اور ان میں نظم و نسق قائم کرنا والا واحد ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

مخلوقات کے ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعلق کی وضاحت یہ ہے کہ انسان اور حیوانات زمین سے نکلنے والی نباتات سے پرورش پاتے ہیں، نباتات آسمان سے آنے والی بارش سے پروان چڑھتی ہیں، جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بادلوں کو پھیلاتی ہیں، سورج اور

چاند ایک خاص ترتیب سے آسمان میں چل رہے ہیں جن میں پھلوں کا پکنا، دن اور رات کا آنا جانا، موسموں کا بدلنا، سالوں اور مہینوں کی پہچان ہونا وغیرہ بہت سے فوائد ہیں لہٰذا جانوروں، نباتات، آسمان، زمین، بادل، ہواؤں، سورج، چاند، دن اور رات کے باہم تعلق پر غور کرو اس سے تم پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ تمام چیزیں واحد قہار ذات کی قدرت کے تابع ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا اس دلیل سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شہر میں دو صاحب اختیار بادشاہوں کا ہونا درست نہیں چونکہ دنیا بھی نظم و ترتیب اور باہم تعلق کی وجہ سے ایک شہر کی طرح ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اس کا ایک ہی رب ہو اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنیٰ ہے:﴿مَا ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُۥ مِنْ إِلَٰهٍۚ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍۚ﴾ [المؤمنون: 91] ترجمہ: اللہ نے کوئی بچہ اختیار نہ کیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی بڑائی چاہتا۔

عیسائیوں کا رد

جان لو کہ حضرت عیسیٰ بن مریم عَلَيْهِ السَّلَام اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے اور اس کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے باپ کے بغیر ان کی ماں حضرت مریم صدیقہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کے بطن میں پیدا فرمایا، ان کے ہاتھ پر کئی معجزات ظاہر ہوئے جو ان کی نبوت و رسالت کے صحیح ہونے کی دلیل ہیں اور یہ معجزات ان کا گہوارے میں کلام کرنا اور مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ذکر فرمایا۔ یہ تمام معجزات اللہ تعالیٰ کے اِذن اور اس کی قدرت سے واقع ہوئے ہیں

جبکہ نصاریٰ نے اس معاملے میں غلو کیا اور انہوں نے ایسا بھیانک کفر کیا جس کو نہ عقلیں قبول کرتی ہیں اور نہ کوئی شریعت۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کفر و باطل سے رجوع کرنے کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ وَلَا تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡحَقَّۚ إِنَّمَا ٱلۡمَسِيحُ عِيسَى ٱبۡنُ مَرۡيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلۡقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرۡيَمَ وَرُوحٞ مِّنۡهُۖ فَـَٔامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦۖ وَلَا تَقُولُواْ ثَلَٰثَةٌۚ ٱنتَهُواْ خَيۡرٗا لَّكُمۡۚ إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ سُبۡحَٰنَهُۥٓ أَن يَكُونَ لَهُۥ وَلَدٞۘ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۗ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلٗا ﴿١٧١﴾ لَّن يَسۡتَنكِفَ ٱلۡمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبۡدٗا لِّلَّهِ وَلَا ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ ٱلۡمُقَرَّبُونَۚ﴾ [النساء: 171-172] ترجمہ: اے کتاب والو! اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو مگر سچ مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے پاکی اسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو اسی کا مال ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ کافی کارساز ہے۔ ہرگز مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا اور نہ مقرب فرشتے۔

اور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انہیں مباہلہ کی دعوت دی تو وہ اس سے باز رہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ باطل پر ہیں اور وہ خود پر عذاب نازل ہونے سے ڈر گئے اور نجاشی کی طرح جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اس نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے بارے میں عیسائیوں کے بیانات میں اختلاف ہے کیونکہ انہیں اس معاملے کی حقیقت کا علم نہیں تھا اور نہ اس بارے میں ان کے پاس کوئی ایسی

دلیل تھی جس پر اعتماد کیا جا سکے بلکہ انہوں نے اپنا فاسد مذہب ایسے لوگوں سے لیا جو قابلِ اعتبار نہیں اور انہوں نے اس کی بنیاد جھوٹی باتوں، خوابوں اور ایسے امور پر رکھی جو درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو "ضالین" کا نام دیا ہے۔

عیسائیوں کے تین دعوے

ان میں سے بعض نے یہ دعویٰ کیا کہ "عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے" جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ان کے متعلق بتایا: ﴿وَقَالُوا۟ ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ وَلَدًا﴾[البقرة: 116] ترجمہ: اور بولے خدا نے اپنے لیے اولاد رکھی۔

بعض نے دعویٰ کیا کہ "بے شک اللہ خود عیسیٰ ہے"، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ان کے متعلق بتایا ہے: ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ﴾[المائدة: 17] ترجمہ: بے شک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے۔

اور بعض نے تثلیث کا دعویٰ کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا: ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍ﴾[المائدة: 73] ترجمہ: بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام دعووں سے بہت بلند ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اولاد سے پاک ہونے کا ثبوت

ان کے اس دعوے کے باطل ہونے کا ثبوت کہ "حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں" چار طریقوں سے ہوتا ہے:

(۱): جیسے اللہ تعالیٰ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَامُ کو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا کرنے

پر قادر ہے اسی طرح وہ باپ کے بغیر بیٹا پیدا کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے: ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ خَلَقَهُۥ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝٥٩﴾ [آل عمران: 59] ترجمہ: عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے۔

(۲): بیٹے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپ کی جنس سے ہو اور بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر کی صنف سے ہو اور اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی شے نہیں جبکہ حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام اور ان کی والدہ حضرت بی بی مریم رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بنی آدم کی صنف میں سے تھے لہٰذا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی بیٹا ہو اور نہ کوئی بیوی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے: ﴿مَّا ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ وَأُمُّهُۥ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ ٱلطَّعَامَ﴾ [المائدۃ: 75] ترجمہ: مسیح ابن مریم نہیں مگر ایک رسول اس سے پہلے بہت رسول ہو گزرے اور اس کی ماں صدیقہ ہے دونوں کھانا کھاتے تھے۔

(۳): بیوی اور بیٹے کو محض اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ ان کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا اپنے غیر کا محتاج ہونا درست نہیں چنانچہ اس کا کوئی بیٹا اور بیوی نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے: ﴿قَالُوا ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ وَلَدًا سُبْحَـٰنَهُۥ هُوَ ٱلْغَنِىُّ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ﴾ [یونس: 68] ترجمہ: بولے: اللہ نے اپنے لئے اولاد بنائی پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔

(۴): اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ موجود ہے سب اس کا غیر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو پیدا کیا اور وجود بخشا لہٰذا اس کا کوئی بیٹا نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا يَنۢبَغِي لِلرَّحۡمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِن كُلُّ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ إِلَّآ ءَاتِي ٱلرَّحۡمَٰنِ عَبۡدًا ۝﴾ [مریم: 92-93] ترجمہ: اور رحمٰن کے لئے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔ آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اُس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ سے اُلوہیت کی نفی کے دلائل

عیسائیوں میں سے جن کا یہ دعویٰ ہے کہ "اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے" یہ چار طرح سے باطل ہے:

(۱): حضرت مسیح عَلَيۡهِ السَّلَامُ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔

(۲): وہ کھاتے پیتے تھے، انہیں بھوک اور پیاس لگتی تھی، وہ سوتے تھے اور ان کو بشری اُمور پیش آتے تھے جبکہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ممکن نہیں۔

(۳): عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَيۡهِ السَّلَامُ کو سولی پر چڑھا کر شہید کیا گیا، یہ ان کے اِس دعوے کا رد کرتا ہے کہ "عیسیٰ ہی اللہ ہے" کیونکہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ عیسائی اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں کہ "حضرت عیسیٰ عَلَيۡهِ السَّلَامُ کو سولی پر چڑھا کر شہید کیا گیا۔" انہوں نے یہ دعویٰ یہودیوں کی من گھڑت باتوں سے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمۡۚ﴾ [النساء: 157] ترجمہ: انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لئے اس کی شکل و صورت کا ایک بنا دیا گیا۔

اور فرماتا ہے:﴿إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَـٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ﴾[آل عمران: 55] ترجمہ: یاد کرو جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔

اس کے بعد صلیب پر چڑھائے جانے کے اپنے جھوٹے دعوے کی بنیاد پر انہوں نے صلیب کی عبادت کا آغاز کیا۔ اس طرح یہ واضح ہو گیا کہ ان کا دین باطل ہے، باطل پر مبنی ہے اور وہ باطل ایک دوسرے باطل پر مبنی ہے۔ عنقریب حضرت عیسیٰ عَلَيۡهِ ٱلسَّلَامُ زمین پر تشریف لائیں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے۔

(۴): حضرت عیسیٰ عَلَيۡهِ ٱلسَّلَامُ پہلے بچے تھے پھر بالغ ہوئے جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

تثلیث کے بطلان پر دلائل

عیسائیوں میں سے جن کا یہ دعویٰ ہے کہ "اللہ تین کا تیسرا ہے" یہ تین طرح سے باطل ہے:

(۱): جو ہم دو معبودوں کا وجود محال ہونے اور اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کے دلائل بیان کئے۔

(۲): حضرت عیسیٰ عَلَيۡهِ ٱلسَّلَامُ اور حضرت بی بی مریم رَضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهَا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے، نماز پڑھتے اور روزے رکھتے تھے، اگر یہ معبود ہوتے تو کسی دوسرے کی عبادت نہ کرتے۔ حضرت عیسیٰ عَلَيۡهِ ٱلسَّلَامُ نے خود اعتراف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا:﴿وَقَالَ ٱلۡمَسِيحُ يَـٰبَنِىٓ إِسۡرَـٰٓءِيلَ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمۡ ۖ﴾[المائدۃ: 72] ترجمہ: اور مسیح نے تو یہ کہا تھا: اے بنی اسرائیل! اللہ کی

بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب۔

حضرت عیسیٰ عَلَیۡهِ ٱلسَّلَامُ کا یہ قول انجیل میں بھی موجود ہے جو نصاریٰ کے ہاتھوں میں ہے۔

(۳): حضرت عیسیٰ عَلَیۡهِ ٱلسَّلَامُ اور حضرت مریم رَضِیَ ٱللّٰهُ عَنۡهَا پر بشری اُمور جاری ہوتے تھے اور وہ اُمور معبود پر جاری نہیں ہوسکتے۔

بتوں کے پجاریوں کا رد

ان کا دین باطل ہونے کا ثبوت چار طریقوں سے ہوتا ہے:

(۱): بت مُحدَث ہیں کیونکہ وہ خود ان کو اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں اور مُحدَث خدا نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے حضرت ابراہیم عَلَیۡهِ ٱلسَّلَامُ نے ملامت کی: ﴿قَالَ أَتَعۡبُدُونَ مَا تَنۡحِتُونَ ﴿٩٥﴾ وَٱللَّهُ خَلَقَكُمۡ وَمَا تَعۡمَلُونَ ﴿٩٦﴾﴾ [الصافات: 95-96] ترجمہ: فرمایا: کیا اپنے ہاتھ کے تراشوں کو پوجتے ہو۔ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔

(۲): ان میں اُلوہیت کی صفات جیسے حیات، علم، قدرت وغیرہ موجود نہیں ہیں۔ اسی لئے حضرت ابراہیم عَلَیۡهِ ٱلسَّلَامُ نے اپنے چچا سے فرمایا: ﴿يَٰٓأَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا يَسۡمَعُ وَلَا يُبۡصِرُ وَلَا يُغۡنِي عَنكَ شَيۡـٔٗا ﴿٤٢﴾﴾ [مریم: 42] ترجمہ: اے میرے باپ! کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو نہ سنے، نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قُلۡ أَفَرَءَيۡتُم مَّا تَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ إِنۡ أَرَادَنِيَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ كَٰشِفَٰتُ ضُرِّهِۦٓ أَوۡ أَرَادَنِي بِرَحۡمَةٍ هَلۡ هُنَّ مُمۡسِكَٰتُ رَحۡمَتِهِۦۚ﴾ [الزمر: 38] ترجمہ: تم فرماؤ! بھلا بتاؤ تو وہ جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر

اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا وہ اس کی بھیجی تکلیف ٹال دیں گے یا وہ مجھ پر رحم فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کے رحم کو روک رکھیں گے۔

(۳): یہ ہلاکت اور ذلت کا شکار ہوتے ہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تاکہ اس سے اپنی قوم پر حجت قائم کریں۔

اور جب مکہ فتح ہوا، رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مکہ میں داخل ہوئے اس وقت خانہ کعبہ کے اردگرد سیسے کے ساتھ مضبوط و مستحکم بنائے ہوئے بت تھے۔ آپ اپنے دست مبارک میں پکڑی ہوئے شاخ سے بتوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمانے لگے: ﴿جَآءَ ٱلْحَقُّ وَزَهَقَ ٱلْبَٰطِلُ ۚ إِنَّ ٱلْبَٰطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾﴾ [الإسراء: 81] ترجمہ: اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

آپ نے ان میں سے جس بت کی جانب بھی اس کے چہرے کی طرف سے اشارہ کیا وہ گُدی کے بل گر پڑا اور جس بت کے بھی گُدی کی طرف اشارہ کیا وہ منہ کے بل گر پڑا حتی کہ تمام کے تمام بت گر گئے۔

(۴): جو پہلے ہم نے توحید کے دلائل بیان کیے۔

مجوسیوں کا رد

مجوسیوں کے اس دعوے کا رد کہ "بھلائی روشنی سے ہے اور برائی تاریکی سے" اور ان لوگوں کا رد جو آگ اور سورج وغیرہ کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ باطل ہونے کا ثبوت دو طریقوں سے ہوتا ہے:

(۱): جو پہلے ہم توحید کے دلائل بیان کر چکے ہیں۔

(۲): سورج، چاند، ستارے، روشنی، تاریکی وغیرہ سب چیزوں میں تخلیق کا اثر اور

مُحْدَث ہونے کے دلائل واضح ہیں۔ سورج، چاند، ستاروں کے چھپ جانے سے ان کے رب نہ ہونے پر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ کے استدلال میں غور کرو اور گرہن وغیرہ کے سبب ان میں ہونے والی تغییر و تبدیل کو دیکھو تو تم پر ان کا حادث اور محتاج ہونا ظاہر ہو جائے گا اور جن کی یہ حالت ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا اور نہ کسی پیش آنے والی بات کا فاعلِ حقیقی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَجَعَلَ ٱلظُّلُمَٰتِ وَٱلنُّورَ ثُمَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ①﴾ [الأنعام: 1] ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

اور فرماتا ہے: ﴿لَا تَسْجُدُوا۟ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَٱسْجُدُوا۟ لِلَّهِ ٱلَّذِى خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿٣٧﴾﴾ [فصلت: 37] ترجمہ: سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے اُنھیں پیدا کیا اگر تم اس کے بندے ہو۔

اس پر مزید یہ کہ ان کا یہ قول خالی دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

فطرت کو مؤثر ماننے والوں کا رد

ان کا دعویٰ باطل ہونے کا ثبوت دو طریقوں سے ہوتا ہے:

(۱): فطرت میں زندگی، قدرت اور ارادہ کی صفت ہی نہیں ہے لہٰذا اس کی جانب کسی فعل کی نسبت کرنا درست نہیں ہے۔

(۲): چیزوں میں فرق اس بات کا ثبوت ہے کہ فطرت غیر مؤثر ہے کیونکہ فطرت سے ایک ہی قسم کا فعل صادر ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں غور کرو! ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ ٱللَّهَ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجْنَا بِهِۦ ثَمَرَٰتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَٰنُهَا﴾

[فاطر: 27] ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا تو ہم نے اس سے پھل نکالے رنگ برنگ۔

اور فرمان کو دیکھو! ﴿يُسْقَىٰ بِمَآءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي ٱلْأُكُلِ ۚ﴾ [الرعد: 4] ترجمہ: سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں۔
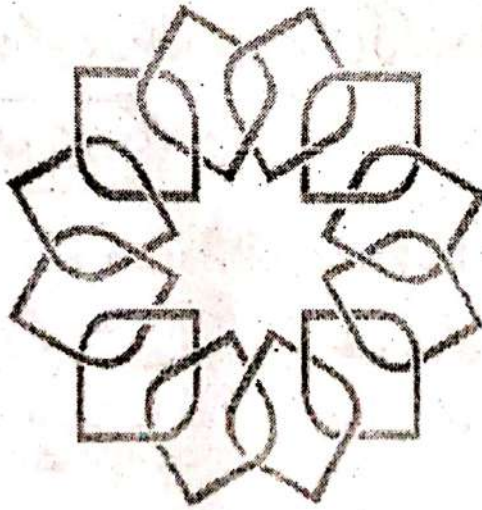
تیسری فصل

یہ فصل صفاتِ الٰہیہ کے اثبات میں ہے۔

جان لو کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے کبھی نہ مرے گا، اول ہے ہر شے سے پہلے ہے، آخر ہے ہر شے کے فنا ہو جانے کے بعد باقی ہے، وہ ہر شے کو جاننے والا ہے، ہر راز اور راز سے بھی چھپی ہوئی بات کو جانتا ہے۔﴿لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝﴾[آل عمران: 5] ترجمہ: اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں۔

وہی تمام کائنات کا ارادہ کرنے والا ہے:﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝﴾[هود: 107] ترجمہ: جب جو چاہے کرے۔

ملکوت میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے فیصلے، تقدیر اور ارادے ہوتا ہے۔ جو اس نے چاہا وہ ہو گیا اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔ وہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہ متکلم، سمیع اور بصیر ہے۔ ہر شے کو سنتا اور دیکھتا ہے۔

ان صفات کے اثبات پر تین صورتیں دلالت کرتی ہیں:

(۱): یہ کمال اور عظمت والی صفات ہیں جبکہ ان کی ضد جیسے عاجز اور جاہل ہونا صفاتِ نقص ہیں اور اللہ تعالیٰ نقائص کے ساتھ متصف نہیں ہے لہٰذا ضروری ہے کہ وہ نقائص کی ضدوں (یعنی کمال و عظمت والی صفات) سے متصف ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو غور سے دیکھو:﴿وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ﴾[النحل: 62] ترجمہ: اور اللہ کے لئے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لئے ناگوار ہے۔

ہر صفتِ نقص جس کو بندہ اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور اعلیٰ صفات سے موصوف ہے۔

(۲): یہ صفات شریعت میں وارد ہیں لہٰذا ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت حیات کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ﴾ [الفرقان: 58] ترجمہ: اور بھروسا کر اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔

اور صفت علم کے بارے میں فرمایا: ﴿وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٨٢﴾﴾ [البقرة: 282] ترجمہ: اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اور صفت ارادہ کے بارے میں فرمایا: ﴿إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٠٧﴾﴾ [هود: 107] ترجمہ: بے شک تمہارا رب جب جو چاہے کرے۔

اور صفت قدرت کے بارے میں فرمایا: ﴿وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٨٤﴾﴾ [البقرة: 284] ترجمہ: اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور صفت کلام کے بارے میں فرمایا: ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾﴾ [النساء: 164] ترجمہ: اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔

اور سمع و بصر کے متعلق فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٧٥﴾﴾ [الحج: 75] ترجمہ: بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے جانتا ہے۔

قرآنِ مجید میں کثیر مقام پر اللہ تعالیٰ کو ان صفات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(۳): ہر صفت پر اس کی دلیل کے ساتھ استدلال۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی تمام چیزیں صنعت کے اعتبار سے مضبوط و مستحکم ہیں اور تمام مخلوقات تخلیق کے اعتبار سے کامل ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا: ﴿الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ﴾ [السجدة: 7] ترجمہ: وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی۔

اللہ تعالیٰ کا مخلوقات میں تصرف، ملکوت میں نظم و نسق اور زمین و آسمان کی حفاظت

اس کی حیات پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ٱلۡحَیُّ ٱلۡقَیُّومُۚ﴾[البقرة: 255] ترجمہ: وہ آپ زندہ اور اَوروں کا قائم رکھنے والا۔

اور قیوم کا معنی ہے: وہ ذات جو اپنی قدرت اور احاطہ کے اعتبار سے ہر شے کو قائم رکھے ہوئے ہو۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی ہوئی چیزیں اس کی قدرت کا ثبوت ہیں، اس پر تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَهُوَ ٱلَّذِی خَلَقَ مِنَ ٱلۡمَآءِ بَشَرࣰا فَجَعَلَهُۥ نَسَبࣰا وَصِهۡرࣰاۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیرࣰا ۝٥٤﴾[الفرقان: 54] ترجمہ: اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔

اور فرمایا:﴿لَهُۥ مُلۡكُ ٱلسَّمَـٰوَ ٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۖ یُحۡیِۦ وَیُمِیتُۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَیۡءࣲ قَدِیرٌ ۝٢﴾[الحديد: 2] ترجمہ: اسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت، جلاتا ہے اور مارتا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

ان چیزوں میں اس کی مہارت اور کمال اس کے علم و بصر پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿أَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ﴾[الملك: 14] ترجمہ: کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا۔

ان کے لئے شکلیں اور زمانے خاص کرنا اس کے ارادے پر دلالت کرتا ہے۔ فرماتا ہے:﴿یَهَبُ لِمَن یَشَآءُ إِنَـٰثࣰا وَیَهَبُ لِمَن یَشَآءُ ٱلذُّكُورَ ۝٤٩﴾[الشورى: 49] ترجمہ: جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔

﴿وَرَبُّكَ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخۡتَارُۗ﴾[القصص: 68] ترجمہ: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا کتابیں نازل کرنا اور امر و نہی کرنا اس کی صفتِ کلام پر دلالت کرتا ہے۔ فرماتا ہے: ﴿فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَٰمَ ٱللَّهِ﴾ [التوبة: 6] ترجمہ: تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔

اور دعا کو قبول کرنا اس کی صفت "سمع" پر دلالت کرتا ہے۔ فرماتا ہے: ﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ﴾ [النمل: 62] ترجمہ: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اُسے پکارے۔

مسئلہ

تمام اچھے نام اور اعلیٰ صفات اللہ تعالیٰ کی ہی ہیں جن کے ساتھ اس نے خود کو موصوف کیا یا جن کے ساتھ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس کا وصف بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا﴾ [الأعراف: 180] ترجمہ: اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے اُن سے پکارو۔

اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے 99 نام ہیں، جس نے انہیں یاد کر لیا وہ جنت میں داخل ہو گا۔
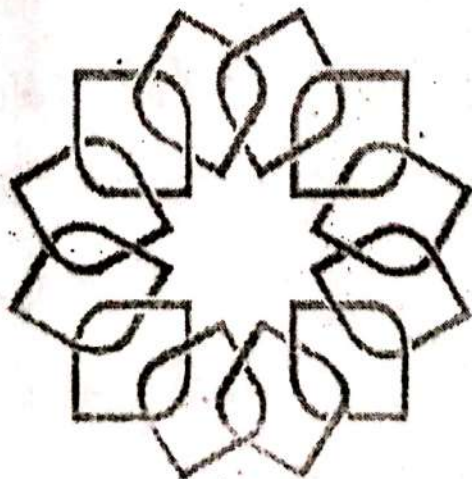
چوتھی فصل

یہ فصل تنزیہ باری تعالیٰ کے بیان میں ہے۔

جان لو کہ سب سے بڑی شان و عظمت اور غیر محدود کمال اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو ہر عیب سے پاک ہے اور ہر نقص سے بری ہے۔ ہم جو "سبحان اللہ" کہتے ہیں اس کا بھی یہی معنیٰ ہے۔

اس کو کوئی عجز اور بے بسی لاحق نہیں ہو سکتی۔ فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُعۡجِزَهُۥ مِن شَيۡءٖ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلۡأَرۡضِۚ﴾[فاطر: 44]ترجمہ: اور اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شے آسمانوں اور زمین میں، بے شک وہ علم و قدرت والا ہے۔

اور فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٖ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٖ ﴿٣٨﴾﴾[ق: 38]ترجمہ: اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور تکان ہمارے پاس نہ آئی۔

لُغُوب کا معنیٰ "عجز" اور "تھکان" ہے۔

اللہ تعالیٰ نہ غافل ہوتا ہے اور نہ اس کو نیند آتی ہے، فرماتا ہے: ﴿لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٞ وَلَا نَوۡمٞۚ لَّهُۥ﴾[البقرة: 255]ترجمہ: اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

اس پر خطا اور نسیان جاری نہیں ہو سکتی، فرماتا ہے: ﴿لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى ﴿٥٢﴾﴾[طه: 52]ترجمہ: میرا رب نہ بہکے نہ بھولے۔

وہ اپنے تمام احکام و افعال میں عادل ہے، ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔

ہر نعمت اس کا فضل ہے اور ہر سزا اس کا عدل ہے کیونکہ وہ ہر شے کا مالک ہے اور

مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ اپنی مملوکہ چیز میں جو چاہے کرے اور اپنے غلاموں میں جیسے چاہے تصرف کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُونَ ﴿٢٣﴾﴾[الأنبياء: 23] ترجمہ: اُس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کسی چیز کے مشابہ نہیں اور نہ کوئی چیز اس کے مشابہ ہے، فرماتا ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴿١١﴾﴾[الشورى: 11] ترجمہ: اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔

اور فرماتا ہے:﴿أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾﴾[النحل: 17] ترجمہ: تو کیا جو بنائے وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے۔

تنبیہ اور نصیحت

جان لو کہ قرآن و حدیث میں بعض ایسے الفاظ وارد ہیں جن کے ظاہر سے تشبیہ کا وہم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:﴿عَلَى ٱلْعَرْشِ ٱسْتَوَىٰ ﴿٥﴾﴾[طه: 5] ترجمہ: وہ بڑی رحمت والا اس نے عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔

اور حدیثِ نزول وغیرہ۔ بندے پر لازم ہے کہ تشبیہ، تعطیل اور تاویل کے بغیر ان آیات واحادیث پر ایمان لائے اور ان کا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور کہے: میں اس پر ایمان لایا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، اس معنی کے ساتھ جس کا اللہ و رسول نے ارادہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بہتر جانتے ہیں۔

یہ طریقہ تسلیم ہے جو سلامتی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور یہی وہ صفت ہے جس

سے متصف لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں تعریف فرمائی ہے: ﴿وَٱلرَّٰسِخُونَ فِي ٱلْعِلْمِ يَقُولُونَ ءَامَنَّا بِهِۦ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا﴾ [آل عمران: 7] ترجمہ: اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔

صحابۂ کرام، تابعین عظام، اسی طرح ائمہ مسلمین، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام سفیان ثوری اور امام ابنِ مبارک وغیرہ رضی اللہ عنہم جن کی پیروی اور ان کے راستے کی اتباع واجب ہے، سب اس طریقے پر تھے۔

دوسرا قاعدہ — نبیوں، فرشتوں، ائمہ اور صحابہ کے متعلق کلام
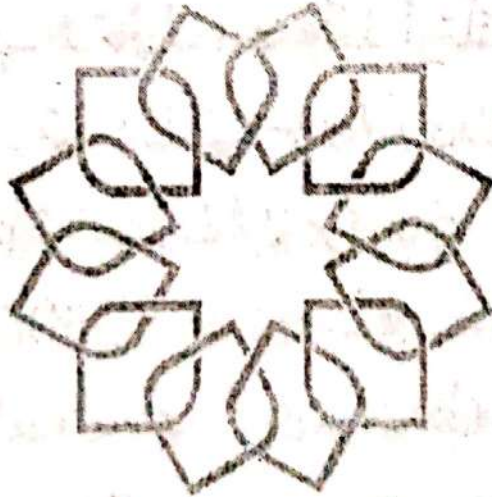
اس میں چار فصلیں ہیں:

پہلی فصل

یہ فصل نبوت کے اثبات کے بیان میں ہے۔

جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا و رسل عَلَیْہِمُ السَّلَام کو مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا، ان پر کتابیں نازل کیں، ان کو تمام لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی اور ان میں سے بھی بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ ان میں سے بعض کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا اور بعض کا نہیں فرمایا۔ ان میں سے سب سے پہلے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام ہیں جو بنی نوع انسان کے والد ہیں اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں۔

ان کے ہاتھ پر معجزات یعنی خارق عادت چیزوں کا ظہور دعویٰ نبوت میں ان کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ﴾ [الحدید: 25] ترجمہ: بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا۔

اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہر نبی کو ایسے معجزے دیئے گئے جس کی مثل پر لوگ ایمان لاتے (یعنی ہر نبی کو وقت کے مناسب معجزے دیئے گئے جنہیں دیکھ کر اس زمانہ کے لوگ ایمان لانے پر مجبور ہوں۔ چنانچہ دورِ عیسوی میں طب یونانی کا زور تھا تو آپ کو مردے زندہ کرنے، اندھے کوڑے اچھا کرنے کا معجزہ عطا ہوا، دورِ موسوی میں جادو کا زور تھا تو آپ کو عصا کو سانپ بنا دینے اور ہاتھ چمکا دینے کا معجزہ عطا ہوا تاکہ ان چیزوں کو ان فنون کے استاد دیکھیں اور ایمان لائیں، ان کی پیروی میں دوسرے لوگ ایمان لائیں۔ (مرأۃ المناجیح))۔

انبیائے کرام کو بھیجنے کی حکمتیں

جان لو کہ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کو بھیجنے میں کئی طرح کی حکمتیں ہیں:

(۱): لوگوں کی عقلیں مختلف اور ان کے مذاہب ایک دوسرے سے الگ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کو بھیجا تاکہ وہ لوگوں پر ان چیزوں کو واضح کر دیں جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿كَانَ ٱلنَّاسُ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَبَعَثَ ٱللَّهُ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَ ٱلنَّاسِ فِيمَا ٱخۡتَلَفُواْ فِيهِۚ﴾[البقرة: 213] ترجمہ: لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوش خبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری کہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے۔

(۲): اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ وہ اس کی عبادت کریں، ان کے لئے حکم اور ممانعت کے قوانین بنائے جن کے پاس وہ ٹھہر جاتے ہیں اور انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان واسطہ بنایا تاکہ وہ بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ضابطہ عمل پہنچائیں جو اس نے اپنے بندوں کے لئے بنایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ انبیاء عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کو نہ بھیجتا تو ضرور مخلوق گمراہ ہو جاتی اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا طریقہ نہ جان پاتی، یہ بھی نہ جانتے کہ انہیں کون سا کام کرنا ہے اور کون سا نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا نُرۡسِلُ ٱلۡمُرۡسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَۖ﴾[الأنعام: 48] ترجمہ: اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشی اور ڈر سناتے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رسولوں کی اطاعت واجب کی، ارشاد فرمایا: ﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذۡنِ ٱللَّهِۚ﴾[النساء: 64] ترجمہ: اور ہم

نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

(۳): اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو اس لئے بھیجا تاکہ وہ مخلوق پر حجت قائم کریں اور ان کے عذر ختم کر دیں، فرماتا ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾﴾ [الإسراء: 15] ترجمہ: اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں۔

اور فرماتا ہے: ﴿رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ﴾ [النساء: 165] ترجمہ: رسول خوش خبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ آخرت میں فرمائے گا: ﴿يَٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِي وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا﴾ [الأنعام: 130] ترجمہ: اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہ آئے تھے تم پر میری آیتیں پڑھتے اور تمہیں یہ دن دیکھنے سے ڈراتے۔
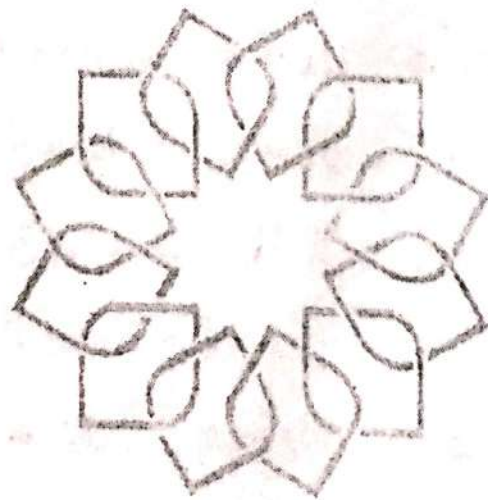
دوسری فصل

یہ فصل خاتم النبیین، سید المرسلین، خیر الاولین والآخرین، رحمۃ للعالمین ابو القاسم حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم کی نبوت کے اثبات کے بیان میں ہے جو نبی، امی، عربی اور قرشی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وبارك وترحم وشرف وکرم

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تمام جن وانس کے نبی

جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو عرب و عجم کے تمام انسانوں اور تمام جنوں کی طرف بھیجا ہے اور سب پر آپ کے دین میں داخل ہونا لازم کیا ہے اور وہ دین اسلام ہے، اس کے علاوہ کسی دین کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ملت سے تمام سابقہ ملتوں کو منسوخ کر دیا ہے اور آپ کی شریعت سے سابقہ تمام شریعتوں کو ختم کر دیا ہے، فرماتا ہے: ﴿قُلْ يَآأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّي رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ [الأعراف: 158] ترجمہ: تم فرماؤ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اور فرماتا ہے: ﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي ٱلْآخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٨٥﴾﴾ [آل عمران: 85] ترجمہ: اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہر گز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔

اور فرماتا ہے: ﴿وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ﴾ [الأحزاب: 40] ترجمہ: اور ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کی نبوت پر دلائل

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کی نبوت و رسالت کی صحت پر کثیر دلائل ہیں ہم ان کو پانچ انواع میں جمع کریں گے:

پہلی نوع

قرآنِ مجید جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا۔ ﴿وَإِنَّهُۥ لَكِتَـٰبٌ عَزِيزٌ ۝٤١ لَّا يَأْتِيهِ ٱلْبَـٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝٤٢﴾ [فصلت: 41-42] ترجمہ: اور بے شک وہ عزت والی کتاب ہے۔ باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے اُتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا۔

رسولِ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کی نبوت کی صحت پر قرآنِ مجید دس وجوہ سے دلالت کرتا ہے:

(۱): اس کی فصاحت و بلاغت اور خوش بیانی جس کے باعث یہ تمام کلاموں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اس کا اعتراف عرب میں سے ان لوگوں کو بھی ہے جنہوں نے اس کو سنا۔ اس طرح اس کی آیات کے مقاطع (اواخر) اور حسنِ تالیف کی انتہائی حیرت انگیز نظم، بعض علما نے نظمِ قرآن کو فصاحت سے علیحدہ ایک وجہ شمار کیا ہے۔

(۲): نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے مخلوق کو قرآن کی مثل لانے کی دعوت دی تو وہ اس سے عاجز آگئے اور اپنے پاس اس کی مخالفت کے بکثرت اسباب و محرکات رکھنے، اس کو جھٹلانے کی اپنی بے تابی اور اس زمانے میں عربوں کی فصاحت کے باوجود اس کی مثل کچھ نہ لا سکے، اگر وہ اس کی مثل کچھ بھی لانے پر قادر ہوتے تو ضرور ایسا کرتے اور قتل، قید نیز

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نبوت پر دلائل

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نبوت و رسالت کی صحت پر کثیر دلائل ہیں ہم ان کو پانچ انواع میں جمع کریں گے:

پہلی نوع

قرآنِ مجید جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا۔ ﴿وَإِنَّهُۥ لَكِتَٰبٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَأْتِيهِ ٱلْبَٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾﴾ [فصلت: 41-42] ترجمہ: اور بے شک وہ عزت والی کتاب ہے۔ باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے اُتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا۔

رسولِ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نبوت کی صحت پر قرآنِ مجید دس وجوہ سے دلالت کرتا ہے:

(۱): اس کی فصاحت و بلاغت اور خوش بیانی جس کے باعث یہ تمام کلاموں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اس کا اعتراف عرب میں سے ان لوگوں کو بھی ہے جنہوں نے اس کو سنا۔ اس طرح اس کی آیات کے مقاطع (اواخر) اور حسن تالیف کی انتہائی حیرت انگیز نظم، بعض علما نے نظم قرآن کو فصاحت سے علیحدہ ایک وجہ شمار کیا ہے۔

(۲): نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مخلوق کو قرآن کی مثل لانے کی دعوت دی تو وہ اس سے عاجز آگئے اور اپنے پاس اس کی مخالفت کے بکثرت اسباب و محرکات رکھنے، اس کو جھٹلانے کی اپنی بے تابی اور اس زمانے میں عربوں کی فصاحت کے باوجود اس کی مثل کچھ نہ لا سکے، اگر وہ اس کی مثل کچھ بھی لانے پر قادر ہوتے تو ضرور ایسا کرتے اور قتل، قید نیز

اولاد اور مال کے دوسرے کے قبضے میں جانے پر راضی نہ ہوتے۔

یہ تمام چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کوئی انسان اس کی مثل لانے پر قادر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِۦ وَادْعُوا شُهَدَآءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٢٣﴾﴾ [البقرة: 23] ترجمہ: اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو۔

اور لوگوں کے اس کی مثل لانے پر قادر نہ ہونے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: ﴿قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰٓ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْءَانِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِۦ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾﴾ [الإسراء: 88] ترجمہ: تم فرماؤ: اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

(۳): قرآنِ مجید نے پچھلی امتوں کی خبریں اور انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَام وغیرہ کی حکایات بیان کی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے بغیر کوئی نہیں جان سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿تِلْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَآ إِلَيْكَ ۖ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَآ أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَٰذَا ۖ﴾ [هود: 49] ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔

(۴): قرآنِ مجید نے مستقبل کے متعلق جو غیبی خبریں دیں بعد میں وہ اسی طرح واقع ہوئیں، جیسا کہ ان آیات اور ان کے علاوہ دوسری آیات میں ہے:

1. ﴿لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ﴾ [التوبة: 33] ترجمہ: تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

2. ﴿لَتَدْخُلُنَّ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ﴾ [الفتح: 27] ترجمہ: بے شک تم ضرور مسجدِ حرام میں داخل ہو گے۔

اسی طرح لوگوں کے رازوں اور ان کے سینوں میں چھپی باتوں کی خبر دی، جیسا کہ ان آیات اور ان کے علاوہ دوسری آیات میں ہے:

1. ﴿وَيَقُولُونَ فِىٓ أَنفُسِهِمْ﴾ [المجادلة: 8] ترجمہ: اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں۔

2. ﴿يُحَرِّفُونَ ٱلْكَلِمَ﴾ [النساء: 46] ترجمہ: ارشاداتِ خداوندی کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں۔

(۵): قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات اور دارِ آخرت کے احوال وغیرہ دین کے عقائد کا علم ہے، ان عقائد پر دلائل قائم کئے گئے ہیں، مختلف قسم کی قوموں کا قطعی دلائل سے رد کیا گیا ہے اور ان کے علاوہ وہ باتیں ہیں جن کے ادراک سے عقلیں قاصر ہیں اور وحیِ الٰہی کے بغیر ان تک رسائی ممکن نہیں ہے۔

(۶): اس میں احکام بیان کئے، حلال و حرام چیزوں کو واضح کیا اور ایسے مکارمِ اخلاق کی طرف ہدایت دی جن میں دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔

(۷): باقی کتابوں کے برخلاف قرآنِ مجید کا تبدیل و تغییر سے محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ﴾ [الحجر: 9] ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

(۸): اس کا حفظ آسان ہے اور یہ بات مشاہدے سے معلوم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْءَانَ لِلذِّكْرِ﴾ [القمر: 17] ترجمہ: اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمادیا۔

(۹): کثرت سے تلاوت کرنے اور سننے کے باوجود اس کو پڑھنے اور سننے والے کو اکتاہٹ نہیں ہوتی۔

(۱۰): اس میں ایسا پر تاثیر کلام اور دعائیں ہیں جن کے ذریعے بیماریوں سے شفا ملتی اور آفات دور ہوتی ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں سانپ کے ڈسے ہوئے کو سورۂ فاتحہ کے ساتھ دم کرنا وارد ہے، اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ سورۂ حشر کے آخر کی تلاوت میں موت کے سوا ہر بیماری سے شفا ہے۔

دوسری نوع

وہ روشن معجزات اور واضح نشانیاں جو آپ کے دستِ مبارک پر ظاہر ہوئیں۔ یہ معجزات اور نشانیاں بہت زیادہ ہیں۔ بعض علما فرماتے ہیں کہ ان کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور بعض علمانے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کو جو جو معجزات عطا کئے ان سب قسموں کے معجزات بدرجۂ اتم یا انہیں کی مثل حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو بھی عطا فرمائے۔ ان میں سے چند یہ ہیں کہ آپ کے لئے چاند شق ہو گیا، آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا، تھوڑے کھانے سے بہت بڑی جماعت کو شکم سیر کر دیا، بہت سی غیبی خبریں دیں جو ایسے ہی واقع ہوئیں جیسا آپ نے فرمایا، آپ کے دستِ اقدس میں کنکریوں نے تسبیح کی، پتھر نے آپ کو سلام کیا، درخت آپ کے پاس آیا اور آپ کی نبوت کی گواہی دی، ہرنی اور گوہ نے آپ سے کلام کیا اور آپ کی نبوت کی

گواہی دی، دراز گوش اور اونٹنی نے آپ سے کلام کیا، بھیڑیے نے آپ کی نبوت کی گواہی دی، درخت کا تنا آپ کا مشتاق ہوا جب آپ اس سے جدا ہوئے، بچے نے اپنی پیدائش کے پہلے دن ہی آپ کی نبوت کی گواہی دی، حضرت قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی آنکھ جوان کی گال پر بہہ گئی تھی آپ نے اس کو لوٹا دیا تو وہ ان کی دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مردوں کو زندہ کیا اور مردوں نے آپ کی رسالت کی گواہی دی اور کثیر اُمور میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی مثلاً غروب ہونے کے بعد سورج کو لوٹانے کی دعا، بارش کی دعا اور آسمان کھلنے یعنی بادل چلے جانے کی دعا۔

جان لو کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے معجزات کی دو قسمیں ہیں:

(۱): بعض معجزات وہ ہیں جن کو ہم یقینی طور پر جانتے ہیں جیسے شق قمر کیونکہ قرآن نے اس کے واقع ہونے کی تصریح کی ہے جس کو بغیر دلیل اس کے ظاہر سے نہیں پھیرا جا سکتا اور اس معجزے کا بیان صحیح احادیث میں کثیر طرق سے آیا ہے۔ اسی طرح انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونے اور کھانے کے زیادہ ہونے والا معجزہ بھی ثقہ راویوں کی کثیر تعداد نے بڑی جماعت سے روایت کیا ہے اور انہوں نے صحابۂ کرام کی کثیر تعداد سے روایت کیا ہے، یہ معجزے بڑے بڑے مجمعوں اور بڑی بڑی محافل میں واقع ہوئے ہیں۔

(۲): بعض معجزات وہ ہیں جن کی نوع کے کثرت سے واقع ہونے کی وجہ سے ہم اس نوع کی صحت کے بارے میں یقین سے کہہ سکتے ہیں اگرچہ اس میں سے ہر ایک معجزے کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتے جیسے غیبوں کی خبر دینا اور دعا قبول ہونا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے اس قسم کے معجزات کثرت سے واقع ہوئے ہیں حتی کہ ان کا مجموعہ قطعی ہو گیا اگرچہ ان میں سے ہر ایک اس طرح نہیں ہے لیکن جب اسے اس کے مثل

معجزے سے ملایا گیا تو وہ دونوں معنی میں متفق ہو گئے اور عاجز کر دینے والی چیز کے لانے پر اکٹھے ہو گئے۔

تیسری نوع

ان فضائلِ عظیمہ اور شمائلِ کریمہ سے استدلال جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے اور جو آپ کے لئے سیرتِ جمیلہ اور مناقبِ جلیلہ کو جمع کر دیا جنہیں اللہ تعالیٰ بندوں میں اپنے سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ معزز بندے کے لئے ہی جمع کرتا ہے۔

ان میں سے بعض فضائل و مناقب یہ ہیں: اعلیٰ نسب، حسین و جمیل صورت، کامل عقل، صحیح فہم، فصاحتِ زبان، قوتِ حواس، کثرتِ علوم، کثرتِ عبادت، حسنِ خلق، حلم، صبر، شکر، زہد، عدل، امانت، صدق، تواضع، عفو، پارسائی، سخاوت، شجاعت، حیا، مروّت، متانت و سنجیدگی، وقار، وفا، حسنِ عہد، صلہ رحمی، شفقت، حسنِ معاشرت اور حسنِ تدبیر۔

نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تمام کمال والی خصلتوں کے جامع اور تمام اعلیٰ اوصاف کو محیط تھے اور ان میں اعلیٰ درجوں اور آخری حدوں کو پہنچے۔ سیرت نگاروں نے آپ کے ان اوصاف اور خصلتوں کو بغیر کسی اختلاف کے متفقہ طور پر نقل کیا ہے اور جس نے آپ کے واقعات اور سیرت کا مطالعہ کیا ہے اس پر یہ بات واضح ہے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کا یہ قول کافی ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝﴾ [القلم: 4] ترجمہ: اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔

حضرت ابو سفیان رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کی بادشاہِ روم ہرقل کے ساتھ ہونے والی گفتگو اور نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے احوال، اخلاق اور نسب شریف کے متعلق ہرقل کے سوالات میں غور کرو، جب حضرت ابو سفیان رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نے ہرقل کو اس بارے میں بتایا تو اس نے

آپ کی نبوت کی تصدیق کی۔ یہ صحیح حدیث ہے جس کو امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مدینہ پاک تشریف لائے تو میں آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ کے چہرۂ مبارک کی طرف نظر کی تو میں نے جان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

چوتھی نوع

ان نشانیوں سے استدلال جو رسول پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بعثت مبارکہ سے پہلے ظاہر ہوئیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کی پیدائش کے وقت عجائبات ظاہر ہوئے مثلاً آپ کی ولادتِ مبارکہ کے وقت نور کا نکلنا، کسریٰ کے محل کا لرز اٹھنا اور فارس کی آگ بجھ جانا وغیرہ۔

انہیں نشانیوں میں سے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخری نبی حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ان کی ذریت میں سے مبعوث فرمائے۔ ان کے اس قول کو حکایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ﴾ [البقرة: 129] ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے۔

ایک نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نسب کو ہر عیب سے محفوظ رکھا حتی کہ آپ سب سے زیادہ معزز سلسلہ نسب اور سب سے افضل خاندان سے تشریف لائے، خود فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ کو اختیار کیا... الخ۔ حضرت علی بن ابو طالب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے فرمایا: ہمارے نسب میں کوئی زنا

نہیں بلکہ سب کے سب نکاح ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے لئے مکہ سے اصحاب فیل کو واپس کیا اور انہیں ہلاک کیا، فرماتا ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَٰبِ ٱلْفِيلِ ۝١ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِى تَضْلِيلٍ ۝٢ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝٣ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝٤ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍۭ ۝٥﴾[الفیل: 1-5] ترجمہ: اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا۔ کیا ان کا داؤ تباہی میں نہ ڈالا اور ان پر پرندوں کی فوجیں بھیجیں کہ انھیں کنکر کے پتھروں مارتے۔ تو انھیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کا بھوسہ۔

ان نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور تمام انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ نے آپ کی بعثت کی طرف اشارہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلنَّبِيِّۦنَ لَمَآ ءَاتَيْتُكُم مِّن كِتَٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥ ۚ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِى ۖ قَالُوٓا۟ أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَٱشْهَدُوا۟ وَأَنَا۠ مَعَكُم مِّنَ ٱلشَّٰهِدِينَ ۝٨١﴾[آل عمران: 81] ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا: کیوں، تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی: ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ ساتھ گواہوں میں ہوں۔

ایک نشانی یہ ہے کہ آپ کا ذکر تورات وانجیل میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ٱلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ٱلرَّسُولَ ٱلنَّبِيَّ ٱلْأُمِّيَّ ٱلَّذِى يَجِدُونَهُۥ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِى ٱلتَّوْرَىٰةِ وَٱلْإِنجِيلِ﴾ [الأعراف: 157] ترجمہ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توارت اور انجیل میں۔

اور ان میں سے ایک نشانی شیاطین کا چوری چھپے فرشتوں کی باتیں سننے سے روک دیا جانا اور شہابِ ثاقب کے ذریعے آسمان کی حفاظت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جن کی بات حکایت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَٰعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن يَسْتَمِعِ ٱلْـَٔانَ يَجِدْ لَهُۥ شِهَابًا رَّصَدًا ۝٩﴾ [الجن: 9] ترجمہ: اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کے لیے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے پھر اب جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں آگ کا لپٹ پائے۔

ان نشانیوں میں سے راہبوں، احبار اور علمائے اہلِ کتاب سے پے در پے آپ کی صفات، آپ کی امت کی صفات، آپ کے نام اور علامات کی خبریں آنا ہے۔ ان خبروں میں سے بحیرا راہب کا آپ کی صغر سنی میں آپ کو پہچان لینا، عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل وغیرہ جنہوں نے سابقہ آسمانی کتابیں پڑھی ہوئی تھیں ان کو آپ کے معاملے کی معرفت حاصل ہونا، سابقہ مُوَحِّدِین مثلاً تبع اور اَوس بن حارثہ وغیرہ کے اشعار میں آپ کا ذکر پایا جانا اور اللہ تعالیٰ کا شق، سطیح، خنافر، سواد وغیرہ کاہنوں سے آپ کا ذکر کروانا ہے۔

پانچویں نوع

ان علامات سے استدلال جو آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ظاہر ہوئیں۔ ان میں سے ایک آپ کے دین کا سارے دینوں پر غالب آنا ہے جس سے اللہ کے اس قول کی

تصدیق ظاہر ہوئی:﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلۡهُدَىٰ وَدِينِ ٱلۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ وَلَوۡ كَرِهَ ٱلۡمُشۡرِكُونَ ﴿٣٣﴾﴾[التوبة: 33]ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برا مانیں مشرک۔

اور آپ کی امت کا مشرق و مغرب کو فتح کرنا ہے جس سے آپ کے اس قول کی تصدیق ظاہر ہوئی: میرے لئے زمین لپیٹ دی گئی تو میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا اور بے شک میری امت کی بادشاہت زمین کے اس حصے تک پہنچے گی جو اس میں سے میرے لئے لپیٹا گیا۔

دیکھو! کیسے آپ کی امت قیصر و کسریٰ وغیرہ شاہانِ دنیا کی سلطنتوں پر غالب آئی اور وہ بڑی عالی شان سلطنت اور فوج کی بڑی بھاری تعداد کے باوجود جڑ سے ختم ہو گئیں، اس پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی قادر نہیں۔

ان نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کا دین 700 سال سے زائد عرصے سے زمین کے افق میں اعلانیہ طور پر اس طرح باقی ہے کہ اس کے قوانین تک محفوظ ہیں، اس کی حدود نہیں بدلتی اور نہ اس کے نشانِ راہ مٹتے ہیں۔

اور ایک نشانی آپ کی امت اور پیروکاروں کی کثرت اور لوگوں کا فوج در فوج دین میں داخل ہونا ہے۔ آپ سے پہلے کسی نبی عَلَيۡهِ ٱلسَّلَامُ کی امت کثرت میں اس حد تک نہیں پہنچی جیسا کہ آپ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے: مجھے امید ہے کہ قیامت کے روز میں سب سے زیادہ پیروکار رکھنے والا ہوں گا۔

ایک نشانی یہ ہے کہ آپ کے اصحاب رَضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهُمۡ پر کثیر علوم، دین میں تفقہ، پر حکمت

کلام، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور ان کے علاوہ دوسرے اُمور میں آپ کی برکتیں ظاہر ہوئیں کہ اگر وہ آپ کی اتباع نہ کرتے تو ان امور کی طرف ہدایت نہ پاسکتے تھے۔

ان نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی امت کے نیک بندوں پر کرامات، دعاؤں کی قبولیت اور خارق عادت امور ظاہر ہوتے ہیں، کیونکہ یہ چیزیں ان کے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صدق اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عزت ووقار پر دلالت کرتی ہیں۔

یہودیوں کارد

یہودیوں نے اپنے حسد اور حق کو جھٹلانے کی وجہ سے ہمارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نبوت کا انکار کیا، جب آپ کے معجزات سے آپ کے صدق پر دلیل قائم ہوگئی تو انہوں نے نسخ کے انکار کا سہارا لیا اور بولے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی شریعت کا کسی اور شریعت سے منسوخ ہونا درست نہیں کیونکہ نسخ سے "بداء" (یعنی نئی بات معلوم ہونا اور اس کا درست پانا) لازم آتا ہے؛ اور یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔

ان کی اس بات کا رد سات طریقوں سے کیا جاتا ہے:

(۱): نسخ سے "بداء" لازم نہیں آتا، یہ ایسے ہے جیسے کوئی آقا اپنے غلام کو کسی کام کا حکم دے جب وہ اتنا کام کرلے جتنا اس کا آقا چاہتا تھا تو پھر وہ اس کو ایک دوسرے کام کا حکم دیدے اور یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایک شریعت سے دوسری شریعت کی طرف منتقل کردے جیسا کہ وہ ان کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرتا ہے۔ کیا تمہیں نہیں پتا کہ انسان پہلے نطفہ ہوتا ہے، پھر جمے ہوئے خون کا ٹکڑا، پھر مختلف احوال میں تبدیل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَقَدْ

خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ مِن سُلَٰلَةٍ مِّن طِينٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنَٰهُ نُطْفَةً فِى قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا ٱلنُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا ٱلْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا ٱلْمُضْغَةَ عِظَٰمًا فَكَسَوْنَا ٱلْعِظَٰمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَٰهُ خَلْقًا ءَاخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحْسَنُ ٱلْخَٰلِقِينَ ﴿١٤﴾ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ تُبْعَثُونَ ﴿١٦﴾ ﴾[المؤمنون: 12-16] ترجمہ: اور بے شک ہم نے آدمی کو چُنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر اُسے پانی کی وبند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں۔ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر اُن ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اُٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر اُس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو۔ پھر تم سب قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔

اسی طرح نباتات کے احوال ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ ٱللَّهَ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهُۥ يَنَٰبِيعَ فِى ٱلْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِۦ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَٰنُهُۥ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَىٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُۥ حُطَٰمًا ﴾[الزمر: 21] ترجمہ: کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی پھر سوکھ جاتی ہے تو تُو دیکھے کہ وہ پیلی پڑ گئی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔

اسی طرح دن رات کا بدلنا ہے، ان میں سے ہر حالت اپنے سے پہلی حالت کی ناسخ ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے ارادے کے مطابق ہے:

1. ﴿يَمْحُواْ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ﴾[الرعد: 39] ترجمہ: اللہ جو چاہے مٹاتا

اور ثابت کرتا ہے۔

2. ﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُونَ ﴿٢٣﴾﴾ [الأنبياء: 23] ترجمہ: اُس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور اُن سب سے سوال ہو گا۔

(۲): خود ان کی شریعت بھی اپنے سے پہلی شریعتوں کی ناسخ ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے زمانے میں بہنوں سے نکاح ضرورتِ نسل کی وجہ سے جائز تھا پھر اس کے بعد حرام کر دیا گیا، ہفتے کے دن کا التزام بھی ان سے پہلے نہیں تھا تو جیسے یہ جائز ہے کہ ان کی شریعت پہلی شریعت کو منسوخ کر دے اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ کوئی دوسری شریعت ان کی شریعت کو منسوخ کر دے۔

(۳): حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے تشریف لانے کی خبر دی ہے لہٰذا یہودیوں پر آپ کی تصدیق لازم ہے، نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بعثتِ مبارکہ سے پہلے یہ خود آپ کے متعلق خبریں دیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَكَانُوا۟ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟﴾ [البقرة: 89] ترجمہ: اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

اس بات کا اعتراف ان کے کثیر لوگ کر چکے ہیں چنانچہ ان میں سے حضرت عبد اللہ بن سلام اور حضرت کعب الاحبار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وغیرہ نے تو اسلام قبول کر لیا اور بعض کو ان کے حسد اور بد بختی نے اسلام قبول کرنے سے روکے رکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُۥ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِٱلْحَقِّ﴾ [الأنعام: 114] ترجمہ: اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے سچ اُترا ہے۔

نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پہچاننے کے باوجود آپ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے اللہ

تعالیٰ نے ان کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٧٠﴾ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لِمَ تَلْبِسُونَ ٱلْحَقَّ بِٱلْبَٰطِلِ وَتَكْتُمُونَ ٱلْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٧١﴾﴾[آل عمران: 71]ترجمہ:اے کتابیو! اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو۔ اے کتابیو! حق میں باطل کیوں ملاتے ہو اور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں خبر ہے۔

(۴): ملتِ اسلامیہ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد وغیرہ تمام انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر ایمان لانے کا تقاضا کرتی ہے اور قرآنِ مجید تورات وانجیل کی تصدیق کرنے والا ہے جبکہ ملتِ یہود بعض انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو چھوڑنے اور بعض پر ایمان لانے کی مقتضی ہے کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کا انکار کرتے ہیں اور انہوں نے کثیر انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو شہید کیا اور ان کو جھٹلایا ہے۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ بعض پر ایمان لانے اور بعض کو جھٹلانے کی نسبت سب پر ایمان لانا بہتر ہے، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی معنیٰ ہے: ﴿قُولُوٓا۟ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَآ أُوتِىَ ٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾﴾[البقرة: 136]ترجمہ: یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اُتارا گیا ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کیے گئے موسیٰ وعیسیٰ اور جو عطا کیے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے، ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔

(۵): یہود ونصاریٰ اور عرب کے تمام اصحابِ ملل حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ کی

تعظیم پر متفق ہیں اور دینِ اسلام دینِ ابراہیم ہی ہے لہٰذا ان پر اس دین کی اتباع واجب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ﴾ [الحج: 78]ترجمہ: تمہارے باپ ابراہیم کا دین۔

اور فرماتا ہے:﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنجِيلُ إِلَّا مِن بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٥﴾ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٦٧﴾ ﴾ [آل عمران: 65-67]ترجمہ: اے کتاب والو! ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو تورات وانجیل تو نہ اُتری مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں سنتے ہو یہ جو تم ہو اس میں جھگڑے جس کا تمہیں علم تھا تو اس میں مجھ سے کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔

(۶): اہلِ کتاب یہود و نصاری نے اپنے دین میں تغییر و تبدیل کی اور وہ اس بارے میں اختلاف میں پڑ گئے، اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں زیادتی اور کمی کی، انبیائے کرام عَلَيۡهِ ٱلسَّلَامُ کو شہید کیا، ان کی تکذیب کی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے غیر کی عبادت کی، اس کی طرف وہ باتیں منسوب کیں جو اس کی عظمت کے لائق نہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا دی اس طرح کہ ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو مبعوث فرمایا تاکہ آپ ان کے لئے وہ چیز واضح کر دین جس بارے میں یہ لوگ اختلاف میں پڑے ہیں، ان کو اس حق کی طرف واپس لائیں جس کو انہوں نے تبدیل کر دیا ہے اور انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں، ارشاد فرمایا:﴿إِنَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَكْثَرَ ٱلَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾﴾ [النمل: 76] ترجمہ: بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

اور فرمایا:﴿يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَيَعْفُوا۟ عَن كَثِيرٍ ۚ﴾ [المائدة: 15] ترجمہ: اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں۔

مذکورہ بالا وُجوہ یا ان میں سے اکثر کو عیسائیوں کے رد میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۷): اگر ان کے لئے آخرت میں سعادت ہوتی تو اس سعادت کو پانے کے لئے وہ ضرور موت کی تمنا کرتے لیکن وہ اس کی تمنا نہیں کرتے اور نہ کبھی کریں گے چنانچہ یہ بات ان کے قول کے باطل ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی معنی ہے:﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ هَادُوٓا۟ إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَآءُ لِلَّهِ مِن دُونِ ٱلنَّاسِ فَتَمَنَّوُا۟ ٱلْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٦﴾ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُۥٓ أَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۚ﴾ [الجمعة: 6-7] ترجمہ: تم فرماؤ: اے یہودیو! اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں تو مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو۔ اور وہ کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان اعمال کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں

کو جانتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں آیا ہے کہ اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو ضرور مر جاتے۔ بعض اہل علم نے فرمایا کہ یہ نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا معجزہ تھا جو آپ کی تمام حیات میں بر قرار رہا۔

جان لو کہ بعض یہودی حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نبوت کا اعتراف کرتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ آپ صرف عرب کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ ان کی اس بات میں تضاد ہونا واضح ہے کیونکہ جب انہوں نے آپ کی نبوت کا اعتراف کر لیا تو اُن پر لازم ہو گیا کہ آپ کی تمام خبروں میں آپ کی تصدیق کریں، اور آپ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ آپ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہیں لہٰذا اس خبر میں بھی آپ کی تصدیق لازم ہے۔

بعض یہودی اس وجہ سے آپ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں کہ آپ عربی تھے، بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے، یہ صریح جہالت ہے اور اس کا بطلان کئی وجوہ سے ہے:

(۱): اللہ تعالیٰ جس قوم میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی رسالت کے لئے چن لیتا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ٱللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُۥ﴾ [الأنعام: 124] ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

"نبوت" اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کے ساتھ خاص کر لیتا ہے، فرماتا ہے: ﴿وَٱللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِۦ مَن يَشَآءُ﴾ [البقرة: 105] ترجمہ: اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے۔

(۲): عربوں میں پہلے بھی نبی تھے جیسے حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

(۳): آخری نبی حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا عربی اُمّی ہونا آپ کے صِدق پر زیادہ دلالت کرنے والا اور آپ کے معجزات کے سلسلے میں زیادہ ظاہر ہے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بغیر کسی سابقہ تجربے کے علم و حکمت کی باتیں لائیں، نہ آپ نے کسی شخص سے کچھ سیکھا اور نہ کسی سے کتابوں کی معرفت حاصل کی۔
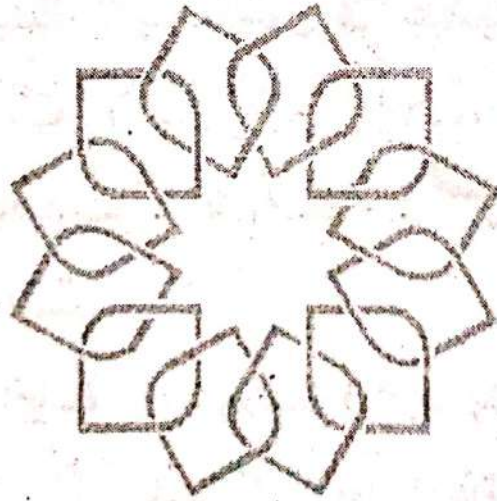
تیسری فصل

جان لو کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بندے ہیں، اس کی بارگاہ میں معزز ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی تسبیح اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُۥ بِٱلْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِۦ يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ٱرْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِۦ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾﴾ [الأنبياء: 26-28] ترجمہ: بلکہ بندے ہیں عزت والے۔ بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور شفاعت نہیں کرتے مگر اُس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔

اور فرمایا: ﴿وَمَنْ عِندَهُۥ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ﴿١٩﴾ يُسَبِّحُونَ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴿٢٠﴾﴾ [الأنبياء: 19-20] ترجمہ: اور اُس کے پاس والے اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکیں۔ رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے۔

ان میں سے بعض انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی طرف پیغام پہنچانے پر مقرر کئے گئے، بعض کے سپرد روحیں قبض کرنا ہے، بعض انسانوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور بعض ان کے علاوہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اپنے علم کے ساتھ ان کا احاطہ نہیں کرسکتا۔

فرشتوں پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَن يَكْفُرْ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَٱلْيَوْمِ ٱلْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١٣٦﴾﴾

[النساء: 136] ترجمہ: اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے حدیثِ جبریل میں ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: یہ کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور ایمان لاؤ اچھی اور بری، میٹھی اور کڑوی تقدیر پر۔
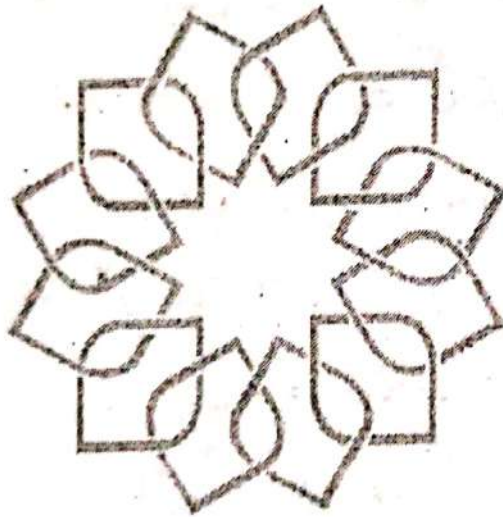
چوتھی فصل

جان لو کہ حضرت ابو بکر صدق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابو طالب رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ عادل امام ہیں، ان میں سے ہر ایک نے خلافت کو پایا اور وہ اس کے حق دار تھے۔ اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد یہ حضرات تمام لوگوں سے افضل ہیں اور فضیلت میں ان کے درجات کی ترتیب خلافت میں ان کے درجات کی ترتیب کے مطابق ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی امامت پر دلیل رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد ان کو مقدم کرنے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بھی ان کو اپنا خلیفہ بنانے کی طرف اشارہ کیا تھا جیسا کہ حدیثِ صحیح میں حضرت جبیر بن مطعم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی اس عورت کی حدیث میں ہے جس سے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آنا۔

اور حدیثِ عائشہ میں اس جگہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمان ہے: اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابو بکر کے سوا کسی پر راضی نہیں ہوں گے۔

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنا خلیفہ بنایا اور مسلمانوں نے ان کی تقدیم پر اجماع کیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے صحیح حدیث میں ان کی خلافت کی جانب اشارہ فرمایا جو حضرت ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ سے مروی ہے نیز ترمذی نے حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کیا، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ابو بکر اور عمر کی اقتدا کرو۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو اہلِ شوریٰ نے خلیفہ مقرر کیا جن کے باہم مشورے پر

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے اپنے بعد خلافت کا معاملہ رکھا تھا۔ ان کی تقدیم پر مسلمانوں نے اجماع کیا پھر گھٹیا لوگوں نے آپ پر بغاوت کی اور آپ کو ظلماً شہید کر دیا۔ آپ کو شہید کرنے میں ایسا کوئی شریک نہیں تھا جس کی کوئی اہمیت ہو۔

حضرت علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے اپنے دونوں شہزادوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کو آپ کی مدد و نصرت اور حفاظت کے لئے بھیجا۔ حضرت ابنِ عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فتنے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عثمانِ غنی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے لئے فرمایا: یہ اس فتنے میں ظلماً شہید کر دیا جائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے وہ اعلیٰ اوصاف اور بلند رتبہ فضائل جمع کئے ہیں جن میں سے بعض اوصاف و فضائل مثلاً رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے قرابت داری، آپ سے سسرالی رشتہ داری، اسلام کی طرف سبقت کرنا، علم، شجاعت اور زہد وغیرہ کے سبب امامت کے حق دار ہیں۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی شہادت کے بعد آپ کے خلیفہ ہونے پر مسلمانوں نے اجماع کیا اور وہ آپ کے امر و نہی کے تحت داخل گئے۔ جنہوں نے اختلاف کیا وہ اس کے بعد دوسرے معاملات کی وجہ سے تھا۔ اس کے بعد جو فتنوں نے زور پکڑا اور جو حضرت علی اور حضرت معاویہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کے درمیان اختلاف ہوا اور ان کے ساتھ جو صحابۂ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ تھے یہ کسی صحیح حدیث میں نہیں آیا اور اگر صحیح بھی ہے تو اس اختلاف کے بارے میں سکوت کرنا چاہئے اور اس کے ذکر سے گریز کرنا چاہئے اور یہ چاہئے کہ ان سب کے لئے اچھے راستے اور طریقے تلاش کئے جائیں، ان کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کیا جائے اور دونوں فریقین میں سے ہر ایک کے متعلق اچھا گمان رکھا جائے، اس

کے ساتھ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حق پر تھے۔

جان لو کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے تمام اہل بیت اور تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ صاحبِ فضل وکمال اور نیکوکار ہیں، ان کی فضیلت پر قرآنِ عظیم اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے مروی صحیح احادیث گواہ ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝٣٣﴾ [الأحزاب: 33] ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

اور فرماتا ہے: ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ ۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَىٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا ۖ سِيمَاهُمْ فِى وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ ٱلسُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى ٱلتَّوْرَىٰةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِى ٱلْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْـَٔهُۥ فَـَٔازَرَهُۥ فَٱسْتَغْلَظَ فَٱسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِۦ يُعْجِبُ ٱلزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ ٱلْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًۢا ۝٢٩﴾ [الفتح: 29] ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انھیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل ورضا چاہتے ان کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔ یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ اُن سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں، بخشش اور

بڑے ثواب کا۔

مزید فرماتا ہے: ﴿وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَٰنٍ رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى تَحْتَهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٠٠﴾﴾ [التوبة: 100] ترجمہ: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیروی کرنے والے ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔
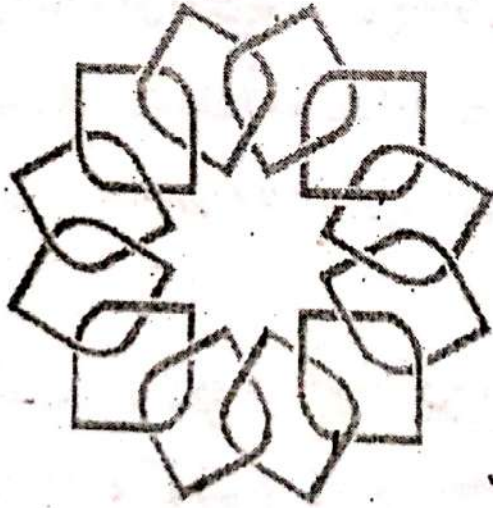
تیسرا قاعدہ یومِ آخرت کے متعلق کلام

اس میں چار فصلیں ہیں:

پہلی فصل

اس فصل میں اُخروی زندگی کو ثابت کیا گیا ہے۔

جان لو! اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرے گا اور قیامت کے روز تمام مخلوق کو حساب، جزا اور سزا کے لئے جمع کرے گا۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ یہ محال نہیں ہے بلکہ ممکن امر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتابیں اس پر ناطق ہیں اور رسولوں نے اس کی خبر دی ہے لہٰذا اس پر ایمان لانا لازم ہے۔ ہماری شریعت میں جس قدر اس کا بیان اور اس کے احوال کی تفصیل آئی ہے اس قدر کسی اور شریعت میں نہیں آئی۔

اس کے ممکن ہونے پر دلیل تین وُجوہ سے ہے:

(۱): جیسے اللہ تعالیٰ اجسام کو پہلی مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح وہ ان کے فنا ہو جانے کے بعد بھی ان کو لوٹانے پر قدرت رکھتا ہے۔ فرماتا ہے:﴿قُلْ يُحْيِيهَا ٱلَّذِيٓ أَنشَأَهَآ أَوَّلَ مَرَّةٍ﴾[یس: 79] ترجمہ: تم فرماؤ انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انھیں بنایا۔

اور فرماتا ہے:﴿أَيَحْسَبُ ٱلْإِنسَٰنُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ ٱلزَّوْجَيْنِ ٱلذَّكَرَ وَٱلْأُنثَىٰٓ ﴿٣٩﴾ أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَٰدِرٍ عَلَىٰٓ أَن يُحْـِۧيَ ٱلْمَوْتَىٰ ﴿٤٠﴾﴾[القیامۃ: 36-40] ترجمہ: کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی جائے۔ پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا۔ تو اس

سے دو جوڑے بنائے مرد اور عورت۔ کیا جس نے یہ کچھ کیا وہ مُردے نہ جِلا سکے گا۔

اور فرماتا ہے: ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى يَبْدَؤُا۟ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ [الروم: 27] ترجمہ: اور وہی ہے کہ اول بناتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائے گا اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر زیادہ آسان ہونا چاہیے۔

(۲): اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کو پیدا کرنے پر قادر ہے اور آسمان وزمین کو پیدا کرنا لوگوں کو پیدا کرنے سے بڑا کام ہے، اسی طرح وہ مخلوق کو ان کی موت کے بعد زندہ کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّ ٱللَّهَ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَٰدِرٍ عَلَىٰٓ أَن يُحْۦِىَ ٱلْمَوْتَىٰ ۚ بَلَىٰٓ﴾ [الأحقاف: 33] ترجمہ: کیا انھوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا، قادر ہے کہ مُردے زندہ کرے، کیوں نہیں۔

(۳): اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مرنے کے بعد بارش سے زندہ کرتا ہے اور اس میں کھیتی کو اُگاتا ہے جبکہ اس سے پہلے اس میں کچھ نہ تھا، اسی طرح وہ مخلوق کو ان کی موت کے بعد زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی معنی ہے: ﴿وَتَرَى ٱلْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَآ أَنزَلْنَا عَلَيْهَا ٱلْمَآءَ ٱهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنۢبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيجٍ ۝٥﴾ [الحج: 5] ترجمہ: اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اُتارا تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا اُگالائی۔

اور اس قول کا بھی یہی معنی ہے: ﴿وَأَحْيَيْنَا بِهِۦ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ ٱلْخُرُوجُ ۝١١﴾ [ق: 11] ترجمہ: اور ہم نے اس سے مردہ (ویران) شہر زندہ (سرسبز) کیا۔

ان آیات میں غور کرو جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو جمع کرنے کی اپنی قدرت پر تنبیہ

کرتے ہوئے فرمایا ہے:

1. ﴿وَمَآ أَمْرُ ٱلسَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ ٱلْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ﴾ [النحل: 77]

ترجمہ: اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے ایک پلک کا مارنا بلکہ اس سے بھی قریب۔

2. ﴿مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ [لقمان: 28]

ترجمہ: تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا۔

دوبارہ زندہ کئے جانے کی حکمتیں

جان لو کہ مرنے کے بعد اُٹھائے جانے میں حکمت کے کئی پہلو ہیں:

(۱): لوگوں میں اختلاف ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی موت کے بعد ان کو زندہ کرے گا تا کہ حق قائم کرے اور جس بارے میں یہ اختلاف کرتے تھے اس میں ان کے درمیان فیصلہ کردے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا۟ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝٢٥﴾ [السجدة: 25] ترجمہ: بے شک تمہارا رب ان میں فیصلہ کردے گا قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے۔

اور فرماتا ہے: ﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمُ ٱلَّذِى يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ أَنَّهُمْ كَانُوا۟ كَٰذِبِينَ ۝٣٩﴾ [النحل: 39] ترجمہ: اس لئے کہ انھیں صاف بتادے جس بات میں جھگڑتے تھے اور اس لئے کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔

(۲): لوگوں میں مؤمن بھی ہیں اور کافر بھی، فرمانبردار بھی ہیں اور نافرمان بھی، اللہ تعالیٰ ان کی موت کے بعد ان کو زندہ کرے گا تا کہ ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دے، فرماتا ہے: ﴿لِيَجْزِىَ ٱللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ﴾ [ابراهيم: 51] ترجمہ: اس لئے

کہ اللہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دے۔

اگر مرنے کے بعد اٹھنا اور اُخروی جزا نہ ہو تو نیکوں اور بدوں کے درمیان فرق نہیں ہو گا کیونکہ دنیا میں سب برابر ہیں بلکہ دنیا میں بہت دفعہ فاجر اور کافر اچھے حال میں ہوتے ہیں لہٰذا ایسی جگہ کا ہونا ضروری ہے جس میں جزا کے ذریعے فرق ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کے یہی معنی ہیں:

1. ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾﴾ [المؤمنون: 115] ترجمہ: تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔

2. ﴿أَمْ حَسِبَ ٱلَّذِينَ ٱجْتَرَحُوا۟ ٱلسَّيِّـَٔاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾﴾ [الجاثية: 21] ترجمہ: کیا جنھوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اُنھیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ اِن کی اُن کی زندگی اور موت برابر ہو جائے، کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں۔

3. ﴿أَفَنَجْعَلُ ٱلْمُسْلِمِينَ كَٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾﴾ [القلم: 35] ترجمہ: کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں سا کر دیں۔

دوسری فصل

یہ فصل روزِ قیامت سے پہلے کے اُمور کے بیان میں ہے۔

جان لو کہ شریعت میں ایسے اُمور کا ذکر بھی آیا ہے جو موت اور روزِ قیامت کے درمیان ہوں گے چنانچہ ان پر ایمان لانا بھی لازم ہے۔ ان میں سے دو اُمور فرشتوں کا سوالات پوچھنا اور عذابِ قبر ہے۔

اور ایسے اُمور کا ذکر بھی آیا ہے جو قیامت سے پہلے ہوں گے، یہ قیامت کی نشانیاں ہیں۔ ان نشانیوں میں سے دجال کا نکلنا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، دابۃ الارض کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ ہیں۔

عذابِ قبر

اس پر کتاب و سنت دلالت کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَحَاقَ بِـَٔالِ فِرۡعَوۡنَ سُوٓءُ ٱلۡعَذَابِ ۝٤٥ ٱلنَّارُ يُعۡرَضُونَ عَلَيۡهَا غُدُوّٗا وَعَشِيّٗاۚ﴾ [غافر: 45-46] ترجمہ: اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آگھیرا۔ آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔

اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ یہ آیت قیامت سے پہلے عذاب ہونے کے متعلق صریح ہے کیونکہ اس کے بعد ہے: ﴿وَيَوۡمَ تَقُومُ ٱلسَّاعَةُ أَدۡخِلُوٓاْ ءَالَ فِرۡعَوۡنَ أَشَدَّ ٱلۡعَذَابِ ۝٤٦﴾ [غافر: 46] ترجمہ: اور جس دن قیامت قائم ہو گی حکم ہو گا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

اور قیامت سے پہلے عذاب قبروں میں ہی ہوتا ہے۔

سنت میں اس کے متعلق کثیر احادیثِ صحیحہ موجود ہیں۔ صحابۂ کرام کی بڑی تعداد نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوالات کی احادیث

روایت کی ہیں۔ ان میں حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عثمان بن عفان، حضرت براء بن عازب، حضرت اسماء بنت ابو بکر، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنهُم شامل ہیں اور ان احادیث کو ائمہ محدثین جیسے امام مسلم، امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداود اور امام نسائی رَحِمَهُمُ اللهُ نے سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اسلاف بھی عذابِ قبر اور منکر نکیر کے سوالات کے عقیدے پر متفق ہیں اور یہی اہلِ سنت اور جمہور مسلمانوں کا مذہب ہے۔

قیامت کی نشانیاں

یہ احادیثِ صحیحہ میں آئی ہیں جن کو کثیر صحابۂ کرام رَضِيَ اللهُ عَنهُم نے روایت کیا ہے۔ ان میں سے بعض نشانیاں قرآنِ پاک میں آئی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿حَتَّىٰٓ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ﴾ [الأنبياء: 96] ترجمہ: یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج وماجوج۔

اور فرماتا ہے: ﴿وَإِذَا وَقَعَ ٱلْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ ٱلْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ﴾ [النمل: 82] ترجمہ: اور جب بات اُن پر آپڑے گی ہم زمین سے ان کے لیے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا۔

اور فرماتا ہے: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيٓ إِيمَٰنِهَا خَيْرًا﴾ [الأنعام: 158] ترجمہ: جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی۔

یہ اس وقت ہو گا جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا اور اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا جبکہ اس سے پہلے اگر توبہ کی شرائط پائی جائیں تو توبہ قبول ہے۔

تیسری فصل

یہ فصل روزِ قیامت اور اس کے احوال کے بیان میں ہے۔

جان لو کہ شریعت میں ان اُمور کا ذکر بھی آیا ہے جو قیامت کے دن ہوں گے لہٰذا ان پر ایمان لانا بھی لازم ہے۔ ان اُمور میں سے پل صراط، میزان، حساب، قصاص، اعمال ناموں کا پڑھا جانا، نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا حوض اور آپ کی شفاعت اور اعضا کا گواہی دینا شامل ہے۔

پل صراط

اس پر کتاب اللہ سے دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿٢٣﴾﴾ [الصافات: 23] ترجمہ: ان سب کو ہانکو راہِ دوزخ کی طرف۔

اور سنت سے دلیل نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے مروی صحیح احادیث ہیں جن کو آپ سے صحابۂ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کی بڑی تعداد نے روایت کیا ہے، ان صحابہ میں حضرت ابوہریرہ، حضرت حذیفہ، حضرت عائشہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ شامل ہیں۔ ان احادیث کو امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ ائمہ نے سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس عقیدے پر اہلسنت کے اسلاف اور متاخرین سب کا اتفاق ہے۔

میزان

اس پر کتاب اللہ سے کثیر آیات دلالت کرتی ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ [الانبیاء: 47] ترجمہ: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن۔

اور یہ فرمان ہے: ﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ﴾ [الاعراف: 8] ترجمہ: اور اس دن تول ضرور ہونی ہے۔

سنت سے بھی کئی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں جن کو نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے صحابۂ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُم کی جماعت نے روایت کیا ہے، ان صحابہ میں حضرت عائشہ اور حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا شامل ہیں اور ان احادیث کو ائمہ محدثین نے سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

حساب

اس پر بھی کتاب اللہ سے کئی کثیر آیات دلالت کرتی ہیں، ان میں سے روزِ قیامت کی صفت "روزِ حساب" بیان کرنا ہے نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ﴿٨﴾﴾ [الانشقاق: 8] ترجمہ: اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا۔

اور فرماتا ہے: ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾﴾ [الحجر: 92-93] ترجمہ: تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے۔

اور اس پر سنت میں سے دلیل کئی احادیث ہے جن کو نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے بڑی تعداد نے روایت کیا ہے جن میں حضرت عائشہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو برزہ اسلمی اور حضرت عبد اللہ بن عمرو غیرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُم شامل ہیں۔ ائمہ حدیث نے ان احادیث کو سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس عقیدے پر بھی مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

قصاص

اس پر کتاب اللہ سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے: ﴿وَقُضِيَ بَيْنَهُم

بِٱلۡحَقِّ﴾ [الزمر: 69] ترجمہ: اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرمادیا جائے گا۔

اور سنت میں سے اس پر دلیل وہ احادیث ہیں جن کو نبی پاک صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ سے بڑی تعداد نے روایت کیا ہے جن میں حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک رَضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهُمۡ شامل ہیں اور ان احادیث کو ائمہ نے سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس عقیدے پر بھی مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

اعمال نامے کا پڑھا جانا

اس پر بھی کتاب اللہ سے کثیر آیات دلالت کرتی ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَكُلَّ إِنسَٰنٍ أَلۡزَمۡنَٰهُ طَٰٓئِرَهُۥ فِي عُنُقِهِۦۖ وَنُخۡرِجُ لَهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ كِتَٰبًا يَلۡقَىٰهُ مَنشُورًا ﴿١٣﴾﴾ [الإسراء: 13] ترجمہ: اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگادی ہے اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک تحریر نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا۔

اور یہ فرمان ہے: ﴿فَأَمَّا مَنۡ أُوتِيَ كِتَٰبَهُۥ بِيَمِينِهِۦ فَيَقُولُ هَآؤُمُ ٱقۡرَءُواْ كِتَٰبِيَهۡ ﴿١٩﴾﴾ [الحاقة: 19] ترجمہ: تو وہ جو اپنا نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا لو میرے نامۂ اعمال پڑھو۔

اور اس پر سنت میں سے وہ احادیث دلالت کرتی ہیں جن کو نبی پاک صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ سے ایک جماعتِ صحابہ نے روایت کیا ہے، ان صحابہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت انس بن مالک رَضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهُمۡ ہیں اور ان احادیث کو ائمہ نے سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس عقیدے پر بھی مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

حوض

یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَاكَ ٱلْكَوْثَرَ ۝١﴾ [الكوثر: 1] ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے "کوثر" کی تفسیر صحیح حدیث میں "حوض" سے آئی ہے۔ اس پر بھی کثیر احادیث دلالت کرتی ہیں جن کو رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے صحابۂ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے، ان صحابہ میں حضرت ثوبان، حضرت ابوذر، حضرت انس، حضرت عائشہ، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ام سلمہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت سہل بن سعد، حضرت عمر بن خطاب، حضربت جابر بن عبد اللہ، حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت ابوبرزہ اسلمی وغیرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ شامل ہیں اور ان احادیث کو ائمہ نے سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

شفاعت

اس پر کتاب اللہ سے اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لئے یہ قول دلالت کرتا ہے: ﴿عَسَىٰٓ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝٧٩﴾ [الإسراء: 79] ترجمہ: قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

اور اس پر سنت میں سے کثیر احادیث دلالت کرتی ہیں جن کو رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے جماعتِ صحابہ نے روایت کیا ہے، ان صحابہ میں حضرت حذیفہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمران بن حصین وغیرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ

شامل ہیں اور ان احادیث کو ائمہ نے سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس عقیدے پر سلف صالح اور اہلسنت کا اتفاق ہے۔

اعضا کی گواہی

اس پر کتاب اللہ سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے: ﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾﴾ [النور: 24] ترجمہ: جس دن ان پر گواہی دیں گی اُن کی زبانیں اور اُن کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔

اور یہ قول دلالت کرتا ہے: ﴿شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾﴾ [فصلت: 20] ترجمہ: ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے سب اُن پر ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔

اور سنت میں سے کئی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں جن کو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے حضرت انس بن مالک اور حضرت ابوامامہ باہلی وغیرہ صحابہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ نے روایت کیا ہے اور ائمہ حدیث نے ان کو سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

جان لو کہ یہ اُمور جو قیامت کے دن یا اس سے پہلے ہوں گے، احادیث میں ان کا وصف اور ان کے احوال کی تفصیل بھی آئی ہے، ہم نے اختصار سے کام لیتے ہوئے یہ باتیں ذکر نہیں کیں کیونکہ ہمارا مقصد ان چیزوں کے واقع ہونے کو ثابت کرنا ہے کچھ اور نہیں۔

چوتھی فصل
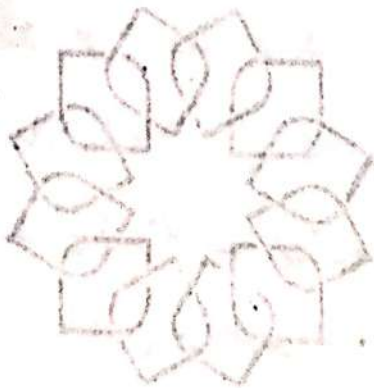
یہ فصل جنت اور جہنم کے بیان میں ہے۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو نعمتوں اور ثواب کا جبکہ جہنم کو عذاب و عقاب کا گھر بنایا ہے۔

جنت

اس میں سعادت والے داخل ہوں گے اور وہ مسلمان ہیں۔ یہ جنت میں کھانے پینے کی چیزوں، بیویوں، خدام، کپڑوں، محلات اور ان کے علاوہ طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے جیسا کہ قرآنِ پاک میں کثیر مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِۦ جَنَّتَانِ ۝٤٦ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٤٧ ذَوَاتَآ أَفْنَانٍ ۝٤٨ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٤٩ فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ۝٥٠ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٥١ فِيهِمَا مِن كُلِّ فَٰكِهَةٍ زَوْجَانِ ۝٥٢ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٥٣ مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى ٱلْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۝٥٤ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٥٥ فِيهِنَّ قَٰصِرَٰتُ ٱلطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝٥٦ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٥٧ كَأَنَّهُنَّ ٱلْيَاقُوتُ وَٱلْمَرْجَانُ ۝٥٨ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٥٩ هَلْ جَزَآءُ ٱلْإِحْسَٰنِ إِلَّا ٱلْإِحْسَٰنُ ۝٦٠ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٦١ وَمِن دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ۝٦٢ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٦٣ مُدْهَآمَّتَانِ ۝٦٤ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٦٥ فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ۝٦٦ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٦٧ فِيهِمَا فَٰكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ۝٦٨ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝٦٩ ﴿فِيهِنَّ خَيْرَٰتٌ

حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧١﴾ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي ٱلْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٧﴾ تَبَٰرَكَ ٱسْمُ رَبِّكَ ذِي ٱلْجَلَٰلِ وَٱلْإِكْرَامِ ﴿٧٨﴾ ﴾ [الرحمن: 46-78] ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ بہت سی ڈالوں والیاں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان میں دو چشمے بہتے ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے جن کا استر قناویز کا اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں۔ ان س پہلے انھیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جن نے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ گویا وہ لعل اور مونگا ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک صورت کی اچھی تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان سے پہلے

انھیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقش خوبصورت خاندنیوں پر۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا۔

ایک اور جگہ فرمایا: ﴿وَجَزَىٰهُم بِمَا صَبَرُواْ جَنَّةً وَحَرِيرًا ﴿١٢﴾ مُّتَّكِـِٔينَ فِيهَا عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ﴿١٣﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ﴿١٤﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِـَٔانِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَاْ ﴿١٥﴾ قَوَارِيرَاْ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾ * وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَٰنٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿٢٠﴾ عَٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوٓاْ أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَىٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿٢١﴾ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ﴿٢٢﴾﴾ [الإنسان: 12-22] ترجمہ: اور ان کے صبر پر انھیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے۔ جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھٹھر۔ اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوں گے اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے ہوں گے۔ اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہو گا جو شیشے کے مثل ہو رہے ہوں گے۔ کیسے شیشے چاندی کے ساقیوں نے انھیں پورے اندازہ پر رکھا ہو گا۔ اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے جس کی ملونی ادرک ہو گی۔ وہ ادرک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں۔ اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے

لڑکے، جب تو انھیں دیکھے تو انھیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے اور بڑی سلطنت۔ ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قنادیز کے اور انھیں چاندی کے کنگن پہنچائے گئے اور انھیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی۔ ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارے صلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔

ان کے علاوہ اور آیات بھی ہیں۔

اور اس کے صفت میں کثیر احادیثِ صحیحہ بھی وارد ہیں جن کو رسولِ پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے صحابۂ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

جان لو کہ اہلِ جنت اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے، اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾﴾ [القيامة: 22-23] ترجمہ: کچھ منہ اس دن ترو تازہ ہوں گے۔ اپنے رب کو دیکھتے۔

اس بارے میں کثیر صحیح احادیث بھی وارد ہیں جو اس معنی میں صریح ہیں۔ ان احادیث کو نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے صحابۂ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کی جماعت نے روایت کیا ہے، ان صحابہ میں حضرت ابوہریرہ، حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی، حضرت صہیب، حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ شامل ہیں اور ان احادیث کو ائمہ نے سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

جنت کی نعمتیں دائمی ہیں

جان لو کہ جنت کی نعمتیں دائمی ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوں گی، اس پر کتاب اللہ سے یہ قول دلالت کرتا ہے: ﴿خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا﴾ [النساء: 57] ترجمہ: ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور یہ قول دلالت کرتا ہے: ﴿وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿٤٨﴾﴾ [الحجر: 48]

ترجمہ: اور نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں۔

اور یہ قول بھی دلالت کرتا ہے: ﴿لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ﴾ [الدخان: 56]

ترجمہ: اس میں موت نہ چکھیں گے۔

اور کثیر صحیح احادیث بھی اس معنی پر دلالت کرتی ہیں اور اس عقیدے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ہمیں اہل جنت میں سے کرے۔

جہنم

اس میں کفار اور گنہگار لوگ داخل ہوں گے اور وہ اس میں طرح طرح سے عذاب دیئے جائیں گے جیسا کہ قرآنِ مجید میں کثیر مقامات پر آیا ہے، ایک جگہ فرمایا: ﴿إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِينَ مَآبًا ﴿٢٢﴾ لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَاءً وِفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِينَ مَآبًا ﴿٢٢﴾ لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَاءً وِفَاقًا ﴿٢٦﴾﴾ [النبأ: 21-26] ترجمہ: بے شک جہنم تاک میں ہے سرکشوں کا ٹھکانا۔ اس میں مدتوں رہیں گے۔ اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پانے کو مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ جیسے کو تیسا بدلہ۔

اور ایک جگہ فرمایا: ﴿إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا﴾ [الکھف: 29] ترجمہ: بے شک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انھیں گھیر لیں گے۔

ان کے علاوہ اور آیات میں بھی اس کے عذاب کو بیان کیا گیا ہے نیز اس کی صفت

میں کثیر احادیث بھی وارد ہیں۔

کفار ضرور اس میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رکھے جائیں گے جس میں کوئی انقطاع نہیں، اس پر کتاب اللہ سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُواْ وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا﴾ [فاطر: 36] ترجمہ: اور جنھوں نے کفر کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے نہ ان کی قضا آئے کہ مر جائیں اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے۔

اور یہ قول دلالت کرتا ہے: ﴿فَٱلْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٣٥﴾﴾ [الجاثیۃ: 35] ترجمہ: تو آج نہ وہ آگ سے نکالے جائیں اور نہ اُن سے کوئی منانا چاہے۔

اور یہ قول بھی دلالت کرتا ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ وَكَذَّبُواْ بِـَٔايَـٰتِنَآ أُوْلَـٰٓئِكَ أَصْحَـٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَـٰلِدُونَ ﴿٣٩﴾﴾ [البقرۃ: 39] ترجمہ: اور وہ جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں گے، وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا۔

ان کے علاوہ دیگر آیات بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

اور سنت سے کثیر صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور مسلمانوں کا بھی اس پر اتفاق ہے۔

گنہگار مسلمانوں میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا تو ان کو جہنم میں داخل ہی نہ کرے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ﴾ [النساء: 48] ترجمہ: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

قرآنِ پاک میں رحمت فرمانے، معاف کرنے اور بخشش کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے جو اوصاف آئے ہیں وہ سب بھی اس پر دلالت کرتے ہیں اور اس بارے میں صحیح احادیث بھی آئی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ بعض گنہگار مسلمانوں کا ان کے گناہوں کے سبب مؤاخذہ فرمائے گا چنانچہ انہیں جہنم میں داخل کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شفاعت سے انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمادے گا۔

جان لو کہ کوئی مسلمان جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا اور اس پر کتاب اللہ میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلیل ہے:﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُۥ ۝٧﴾ [الزلزلة: 7] ترجمہ: تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔

کیونکہ اگر اسے ہمیشہ جہنم میں رکھا جائے تو اسے نہ اپنے ایمان پر ثواب حاصل ہوا اور نہ اُن پر جو اس نے نیک عمل کئے۔ اور یہ قول بھی اس پر دلیل ہے:﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ﴾ [النساء: 48] ترجمہ: اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

سنت میں سے کثیر احادیثِ صحیحہ اس کی دلیل ہیں جن کو نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے صحابۂ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کی جماعت نے روایت کیا ہے، ان صحابہ میں حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت انس بن مالک، حضرت حذیفہ حضرت عمران بن حصین رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ شامل ہیں اور ان کو ائمہ حدیث نے سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ یہی اہلسنت کا مذہب ہے اور جو آیات و احادیث اس کے خلاف پر دلالت کرتی ہیں اہلسنت ان کی تاویل کرتے ہیں۔

خاتمۃ الکتاب

جان لو کہ ایمان تمام نیکیوں کی بنیاد ہے اور تمام اعمالِ صالحہ کی قبولیت کے لئے یہ شرط ہے اور عقیدے کی تصحیح ان سب چیزوں سے زیادہ مؤکد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں لہٰذا تم پر اس سلسلے میں محنت اور پوری کوشش کرنا لازم ہے۔

یہاں میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارے یقین کو مضبوط اور دین کو ان شاء اللہ برقرار رکھے گی اور اس چیز سے خبردار کرتا ہوں جو تمہارے دل کو ٹیڑھا کرے گی اور تمہاری نظر و عقل کو خراب کرے گی۔

میں تمہیں چار امور کی وصیت کرتا ہوں:

(۱): قرآنِ عظیم کی تلاوت کرنا، اس کی آیات میں غور و فکر کرنا اور اس کے معانی کو سمجھنا، یہ وہ چیز ہے جو دلوں کو منور کرتی اور سینوں کو کشادہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ يَهْدِى لِلَّتِى هِىَ أَقْوَمُ﴾ [الإسراء: 9] ترجمہ: بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ہدایت، رحمت، نور، شفا، تبیان، بشریٰ اور بصائر رکھا ہے۔

اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں تمہارے اگلوں کی خبریں اور پچھلوں کی خبریں اور تمہارے آپس کے فیصلے ہیں۔ قرآن فیصلہ کن ہے وہ غیر درست نہیں ہے، جو ظالم اسے چھوڑ دے گا اللہ اس کے ٹکڑے اڑا دے گا اور جو اس کے غیر میں ہدایت ڈھونڈے گا اللہ اسے گمراہ کر دے گا۔ وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے اور وہ حکمت والا ذکر ہے۔ وہ سیدھا راستہ ہے۔ قرآن وہ ہے جس کی برکت سے خیالات بگڑتے نہیں اور جس سے دوسری زبانیں مشتبہ نہیں ہوتیں، جس سے

علماء سیر نہیں ہوتے، جو زیادہ دہرانے سے پرانا نہیں پڑتا، جس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے، قرآن ہی وہ ہے کہ جب اسے جنات نے سنا تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْءَانًا عَجَبًا ۝١ يَهْدِيٓ إِلَى ٱلرُّشْدِ فَـَٔامَنَّا بِهِۦ﴾ [الجن: 1-2] ترجمہ: ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے۔

جو قرآن کا قائل ہو وہ سچا ہے، جس نے اس پر عمل کیا ثواب پائے گا اور جو اس پر فیصلہ کرے گا منصف ہو گا اور جو اس کی طرف بلائے گا وہ سیدھی راہ کی طرف بلائے گا۔

(۲): رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی احادیث کو پڑھنا، آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنا، آپ کے کلام کو سمجھنا اور آپ کی سنت کی پیروی کرنا؛ اس طرح نبی پاک صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے افعال مبارکہ کے حسن اور اقوال کی حکمتوں میں سے بہت ہی حیرت انگیز اُمور پر تم مطلع ہو گے جو عقل والوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَٱلنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝١ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝٢ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝٣﴾ [النجم: 1-3] ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے۔ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔

اور فرماتا ہے: ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٣١﴾ [آل عمران: 31] ترجمہ: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے ہر گز گمراہ نہیں ہو گے: (۱) کتاب اللہ (۲)

میری سنت۔

(۳): اسلاف یعنی صحابہ و تابعین کی خبروں کی معرفت، ان کی اقتدا اور نئے پیدا ہونے والے اُمور کا ترک۔ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔

اور آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے فرقہ ناجیہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہو۔

رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: نئے پیدا ہونے والے اُمور سے بچتے رہو کیونکہ یہ گمراہی ہے لہٰذا تم میں سے کوئی کوئی ایسی بات پائے تو اس پر میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے، اس کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو۔

(۴): خوفِ خدا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کاموں پر استقامت، گناہوں اور برائیوں سے اجتناب۔ یہ وہ اُمور ہیں جو نورِ بصیرت میں اضافہ کرتے ہیں جیسا کہ ان کی ضد قلب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَيَزِيدُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ٱهْتَدَوْاْ هُدًى﴾ [مريم: 76] ترجمہ: اور جنھوں نے ہدایت پائی اللہ انھیں اور ہدایت بڑھائے گا۔

اور فرماتا ہے: ﴿إِن تَتَّقُواْ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ﴾ [الأنفال: 29] ترجمہ: اگر اللہ سے ڈروگے تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کرلو اور تمھاری برائیاں اُتار دے گا۔

اور اس کی ضد کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُواْ يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾﴾ [المطففين: 14] ترجمہ: بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھادیا ہے ان کی کمائیوں نے۔

اور فرماتا ہے:﴿وَلَا تُطِعۡ مَنۡ أَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهُۥ عَن ذِكۡرِنَا وَٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ وَكَانَ أَمۡرُهُۥ فُرُطٗا ﴿٢٨﴾﴾[الکھف: 28]ترجمہ: اور اس کا کہانہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

اور وہ چیز جس سے میں تمہیں خبر دار کرتا ہوں، دو امر ہیں:

(۱): علمِ شریعت کے علاوہ دوسرے قدیم علوم جیسے فلسفہ اور علمِ نجوم وغیرہ میں مشغول ہونا، کیونکہ اکثر و بیشتر ان میں مشغولیت ایمان کو کمزور کرتی ہے اور اس کے سبب دل سیاہ ہو جاتا ہے اور یہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنے سیکھنے والے آدمی کا بغض لاتے ہیں مزید یہ کہ یہ وہ علوم نہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور ان علوم کو انبیا و مرسلین نہیں لائے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو ضرور اپنے رسولوں کو یہ علوم دے کر بھیجتا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُ نے ان علوم کی کتابیں سمندر میں ڈالنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: اگر ان میں کوئی بھلائی ہے بھی تو جس چیز کی طرف ہم نے ہدایت پائی وہ اس سے بہتر ہے۔

(۲): مشتبہات میں غور وخوض، شکوک وشبہات میں مشغولیت، مخالفین یعنی کفار و مبتدعین کے عقائد کا ذکر؛ یہ باتیں دلوں میں شک داخل کرتی اور یقین کے ستونوں کو ہلا دیتی ہیں اسی وجہ سے شارع عَلَیۡهِ السَّلَامُ نے مشتبہات میں غور وخوض سے باز رہنے کا حکم دیا اور کثرتِ سوال اور جانچ پڑتال سے منع کیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: تم سے پہلے لوگ کثرتِ سوال اور اپنے انبیا عَلَیۡهِمُ السَّلَامُ سے اختلاف کے سبب ہلاک ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُ نے اس طرح کے معاملے میں سوال کرنے والے کو تادیب فرمائی، سلف صالح اور ائمہ بھی اس بارے میں کلام کو ناپسند کرتے رہے، حضرت امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُ نے اس آدمی کو باہر نکال دیا جس نے آپ سے مسئلہ استوا کے متعلق

سوال کیا تھا اور فرمایا: اس کے متعلق سوال بدعت ہے اور میں تجھے برا آدمی سمجھتا ہوں۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما سے بھی اس بارے میں بہت سختی کرنا آیا ہے۔

سوال: مخالفین کے رد اور ان کے اقوال کو باطل کرنے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

جواب: مخالفین کی دو قسمیں ہیں: (۱): کفار (۲): بدمذہب۔

جہاں تک کفار کا تعلق ہے تو قرآنِ کریم نے ان کے اقوال کو باطل کر دیا ہے، ان میں باہم پھوٹ پڑنے اور ان کی گمراہی کو بیان کر دیا ہے اور قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی اس کی مخلوق پر حجت ہے چنانچہ کفار کے رد میں اس کے ساتھ کسی اور چیز کی حاجت نہیں۔

جہاں تک مبتدعین کا تعلق ہے تو چاہئے یہ کہ نہ ان کے اقوال کو حکایت کیا جائے اور نہ ان کی دلیل کو ذکر کیا جائے۔ ہاں! جب کوئی ضرورت ہو تو اس وقت ان کے رد میں مشغول ہوں جیسا کہ حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بھی خوارج کا رد کیا جب ان کا معاملہ پھیل گیا۔

اور یہی وجہ ہے کہ امام ابو الحسن اشعری اور امام ابو بکر بن طیب وغیرہ ائمہ متکلمین نے اپنے زمانے میں بدمذہبوں کے گروہ ظاہر ہونے کی وجہ سے ان کے متعلق کلام کرنے کی طرف بلایا۔ جہاں تک ہمارے زمانے کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا وجود نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں ان کی مشقت سے بچا لیا ہے، خاص طور پر ہمارے ممالک مراکش اور اندلس میں، لہٰذا اب ہمارے زمانے میں یہ چاہئے کہ نہ ان کے عقائد کی طرف توجہ کی جائے، نہ دل میں ان کا خیال لایا جائے اور نہ سنا جائے اس لئے کہ یہ بغیر فائدے کے نقصان ہے کیونکہ اس میں جو فائدہ تھا یعنی بدمذہبوں کو باز رکھنا، اب ان لوگوں کے مفقود

ہونے کی وجہ سے اس فائدے کا کوئی مطلب نہیں اور جو نقصان ہے یعنی ممنوع کام کا ارتکاب، اسلاف کی مخالفت، دل کا سیاہ ہونا یہ ثابت ہے، اس کو حاصل ہو گا جو اس میں مشغول ہے۔

سوال: دل میں بہت سے خیالات آتے ہیں، شیطان بھی انسان کے دل میں برے خیالات پیدا کرتا اور اس پر اشکالات ڈالتا ہے تو جس کو یہ صورت پیش آئے وہ کیا کرے؟

جواب: یہ ایک مرض ہے جس کی دوا کتاب و سنت میں واضح ہے اور وہ چار چیزوں کے ساتھ ہے:

(۱): شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور دل میں آنے والے اس خیال کو ختم کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝٢٠٠﴾ [الأعراف: 200] ترجمہ: اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کسی برے کام پر اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگ، بے شک وہی سنتا جانتا ہے۔

اور رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو کوئی اپنے دل میں ایسی بات پائے تو وہ کہے: آمنت باللہ۔ اور ایک روایت میں ہے: تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور اس پر توجہ نہ کرے۔

(۲): ذکر اللہ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ ٱللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ ٱللَّهِ تَطْمَئِنُّ ٱلْقُلُوبُ ۝٢٨﴾ [الرعد: 28] ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

(۳): دلائل میں غور و فکر کرنا اور براہین کو یاد کرنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ إِذَا مَسَّهُمْ طَٰٓئِفٌ مِّنَ ٱلشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا۟ فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ

بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انھیں کسی شیطان خیال ﴿ [الأعراف: 201] ترجمہ: بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انھیں کسی شیطان خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

(۴): سنی عالم سے سوال کرنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾﴾ [النحل: 43] ترجمہ: تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں وہ بیان مکمل ہو گیا جس کا ہم نے قصد کیا تھا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس بات کی ہدایت دی، اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہر گز ہدایت نہیں پا سکتے تھے اور ہم عرشِ عظیم کے رب اللہ العظیم سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے اس کتاب کے بدلے حق کی طرف بلانے والے اور سچ کہنے والے کا اجر لکھ دے، ہمارے ایمان ویقین میں اضافہ کرے اور ہمارے سینوں میں اپنی معرفت کا نورِ مبین ڈال دے۔

ہم اپنی کتاب کا اختتام اس ہستی پر درود پڑھنے کے ساتھ کرتے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف ہماری رہنمائی کی اور وہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے سب سے بہترین جزا عطا فرمائے جو اس نے کسی نبی عَلَيْهِ السَّلَام کو ان کی امت کی طرف سے عطا فرمائی اور ہمیں اپنے فضل و رحمت سے نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ کے دین پر موت عطا فرمائے۔

مکتبہ الغنی پبلشرز کی دیگر مطبوعات
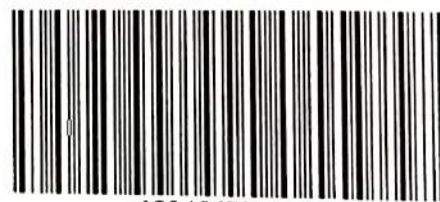
مکتبہ الغنی پبلشرز پی ٹی سی ایل والی گلی، فیضان مدینہ پرانی سبزی منڈی، کراچی

03152717547 03052578627

www.fb.com/alghanipublisher

www.alghanipublishers.com